جیسے لوگوں کو آپ کے کردار پر آپ کو اطمینان بخشتا ہے۔ اور دوسری فضیلت یہ ہے۔ کہ خداوند تعالٰی اسلام کے احیاء کے لئے آپ کی قربانیوں کی خاطر آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نوع کے اجتماعات غیر معمولی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ علم ایک مشعلِ تابندہ کی مانند ہے۔ جو ہر طرف روشنیاں بکھیرتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایک عالم کا مقام بہت بلند اور ارفع ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک تربیت یافتہ کُتّا جسے شکار کے لئے تعلیم دیا گیا ہو کے شکار کو بھی حلال کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے برعکس جس کتے کو اس ضمن میں تعلیم نہ دیا گیا ہو اس کے شکار کو حرام کیا گیا مقصد یہ ہے کہ علم کی برکت سے ایک کتے کو بھی دوسرے کتوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ علم کے بہت سے برکات اور فضائل ہیں۔

ہمارے نونہال چھ سات سالوں سے علم کے حصول کے لئے مکتبوں کو بھیجے جاتے ہیں اور ان میں کامیابی سے ہمکنار نونہال مستقبل کے معاشرہ میں نسبتاً زیادہ اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اور ان کی عزت و تکریم کی جاتی ہے۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ بسا اوقات غیر مسلم بھی اکثر مکتبوں کی حوصلہ افزائی کے لئے مالی امداد دیتے ہیں۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ یونیسیف کی طرف سے کچھ لوگ ہمارے مکتبوں کے لئے مالی امداد کی غرض سے آئے۔ لیکن جب انہوں نے مکتبوں میں کبھی کبھار طالب علموں کو نعرہ تکبیر اور اللہ اکبر کہتے ہوئے سنا۔ تو وہ صاحبان مالی امداد دیئے بغیر واپس ہوگئے۔ اور کہا کہ "یہ تو مکاتیب نہیں بلکہ جہادی مورچے ہیں اور ہم ان کے ساتھ مالی اعانت نہیں کر سکتے۔" اور یہ حقیقت ہے۔ کہ ہمارے مکاتیب جہادی مورچے ہوتے ہیں۔ اس لئے تمام علماء کرام اور بزرگانِ دین سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ خود اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف خود متوجہ ہوں۔ خداوند کریم کا یہ ہم پر فضل واحسان ہے۔ کہ ہم میں اسلام کے شیدائی اور علماء دین موجود ہیں اور ہمارے دشمنوں کا ہم سے بغض و عداوت اور دشمنی کی یہی علت ہے۔ کہ ہم اسلام کے داعی اور اس کے احیاء کے علمبردار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دشمن کی کوشش یہی ہوتی ہے۔ کہ سب سے پہلے وہ علماء کرام کو اپنا نشانہ بنائے۔ علماء دین کے خلاف سب سے پہلی دشمنی امیر امان اللہ خان کے زمانے سے شروع ہوتی ہے۔ وہ علماء دین کے خلاف پروپیگنڈہ کرکے، نیز کمیونسٹوں نے بھی اس ضمن میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ظاہر شاہ کے دور میں بھی علماء دین کو انگریزوں کے تنخواہ داروں کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ لیکن علماء کرام کے خلاف ان تمام تبلیغات اور پروپیگنڈوں نے ہمارے مسلمان عوام پر کچھ بھی اثر نہ کیا۔ اور انہی علماء کرام کی برکت اور فعال کردار کی وجہ سے ہماری قوم نے انگریزوں جیسی بڑی طاقت کو شکست سے دوچار کیا اور انگریزوں کے بعد اس دور کے ایک سپر طاقت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا۔ یہ بہت کچھ انہی علماء کرام کی جدوجہد کا کرشمہ ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم ان علماء دین، ان کے بنا کردہ مدرسوں اور اُن مدرسین کا ممنون رہیں۔ جنہوں نے اس کارِ خیر کو دوام بخشا ہے۔ ہمارے جہاد کی کامیابی اب انشاء اللہ قریب تر ہے اور انشاء اللہ بہت جلد ہم اپنی منزل کو سر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

قابلِ احترام بھائیو! آج کے اس نازک اور حساس مرحلہ پر میں اس علمی بحث کو سمیٹتا ہوں کیونکہ ہمارا جہادی انقلاب ایک ایسے نازک مرحلہ میں داخل ہو گیا

> علماء کرام کی برکت اور فعال کردار کی وجہ سے ہماری قوم نے انگریزوں جیسی بڑی طاقت کو شکست سے دوچار کیا تھا۔ اور اب اس دور کی ایک سپر طاقت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا۔
>
> "امیر جمعیت اسلامی افغانستان"

ہے کہ ایک طرف تو دشمن شکست کھا چکا ہے۔ لیکن دوسری جانب روس نے ہمارے دشمنوں اور اپنے ایجنٹوں کو ہمارے خلاف پروپیگنڈے پر اُکسائے ہیں۔ جو مختلف طور طریقوں سے دن رات ہمارے خلاف زہر

آغاز ہو جائے گا۔ اب ہندوستان ڈرتا ہے کہ اگر افغانستان میں اسلامی حکومت برسر اقتدار آئی تو ہو سکتا ہے کہ یہی حکومت دنیا بھر کے کافروں کی شکست اور سرنگونی کا باعث بنے۔ کیونکہ افغانستان کے مسلمان اگر اسلامی جذبے سے روس جیسی بڑی طاقت کو شکست دے

خلاف جرنیلوں کا کردار ادا کیا اور دشمن کے بڑے بڑے آزمودہ کار جرنیلوں کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ اگر وہ میدانِ جنگ جیت سکتے ہیں۔ تو حکومت بھی کر سکتے ہیں۔

لیکن اس کے باوجود بھی ہمارے خلاف پروپیگنڈا ہو رہا ہے۔ کہ اے لوگو! ان مجاہدین کو حکومت کی تشکیل کی اجازت مت دو۔ کیونکہ یہ آپس میں قتل مقاتلہ شروع کر دیں گے ایک دوسرے کو قتل کریں گے اور اس طرح

راجیو گاندھی کا یہ خدشہ غلط ہے کہ افغانستان میں افغان عوام کی مرضی کے مطابق حکومت کے قیام سے علاقے میں امن کو خطرہ ہوگا۔ دراصل امن کو خطرہ افغانستان میں روسی مداخلت، اور سری لنکا، سیاچین اور آزاد کشمیر میں بھارت کے جارحانہ عزائم کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔

امیر جمعیت اسلامی افغانستان

اُگلتے ہیں۔

عجب بات تو یہ ہے۔ کہ ہندوستان جو آج تک خاموش تماشائی بنا بیٹھا تھا اور ہمارے جہاد کے بارے میں کچھ نہیں کہتا تھا بلکہ بسا اوقات ہمارے دشمن کی تائید میں رطب اللسان تھا آج ایسے وقت میں جب کہ روسی فوجیں - افغانستان سے بھاگتی چلی جا رہی ہیں۔ راجیو گاندھی افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام سے خائف ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اگر افغانستان میں اسلامی حکومت بن جائے تو یہی حکومت اس علاقے کے لئے خطرے کا موجب بن جائیگا آخر خطرہ کیا ہے؟ یہی نا کہ ایک بار دوبارہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گا اور سلطان محمود غزنوی اور احمد شاہ ابدالی کے دور کا

سکتے ہیں۔ تو ہندوستان کو کیوں نہیں دے سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ راجیو گاندھی افغانستان میں ایک مسلمان حکومت کے قیام سے لرزہ براندام ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے لوگ یہ بھی پروپیگنڈا کرتے نہیں تھکتے تھے کہ مجاہدین میں اتحاد کا فقدان ہے اور وہ مل کر ایک حکومت کی تشکیل کی اہلیت نہیں رکھتے نہ تو انہوں نے کبھی حکومت کی اور نہ حکومت کے انتظامی معاملات سے واقف ہیں، سفارت، مشاورت اور عسکریت سے ناواقف ہیں۔ اس وجہ سے وہ حکومت کرنے کے اہل نہیں ہیں لیکن اب یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ انہی مولوی صاحبان نے میدان جہاد میں روسیوں کے

یہ خطہ امن کے لئے خطرہ بن جائیگا اور یہاں دوسرا لبنان بن جائے گا یہ سب واہی تباہی ہے جو دشمنوں کی طرف سے کہی جاتی ہے اس سے ان لوگوں کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ مجاہدین آپس میں لڑ مریں۔

میں اس ضمن میں علمائے کرام اور صادق مجاہدین کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ وہ اس پروپیگنڈے کا مقابلہ کریں اور یہ جان لیں کہ ان کے ہاتھوں میں بندوقیں جہاد کی بندوقیں ہیں جو نہایت مقدس اور متبرک ہیں اور ان بندوقوں کی گولیاں وہ ہیں۔ جن کے بارے میں

> راجیو گاندھی افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام سے خائف ہے۔ اس لیے کہ اس سے دوبارہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی، سلطان محمود غزنوی اور احمد شاہ ابدالی کے دور کا آغاز ہو جائے گا۔ اگر افغانستان میں اسلامی حکومت برسر اقتدار آئی تو ہو سکتا ہے کہ یہی حکومت دنیا بھر کے کافروں کی شکست اور سرنگونی کا باعث بنے۔
>
> "امیر جمعیت اسلامی افغانستان"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک مجاہد کی ایک گولی کی برکت سے تین افراد جنت جائیں گے۔ صانعہ و ناولہ و رامیہ۔ یعنی ایک وہ آدمی جس نے یہ گولی بنائی، دوسرا وہ آدمی جس نے یہ گولی مارنے والے کو پہنچائی اور تیسرا وہ آدمی جس نے اس گولی سے دشمن کو مارا۔ یہ تینوں ایک گولی کی برکت سے جنت میں داخل ہوں گے۔

تو میں پوچھتا ہوں کہ آیا ایک مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ اس گولی کو دوسرے مسلمان کے خلاف کام میں لائے؟ کسی بھی مسلمان کو خدا اور رسولؐ یہ اجازت نہیں دیتا کہ ایک مسلمان کی بندوق سے دوسرا مسلمان ہلاک ہو جائے اور وہ جو ایسا کرے۔ اس سے زیادہ بدبخت، فاسد اور گمراہ کوئی نہ ہوگا۔ ایسے مسلمانوں کو ہمارے علمائے، صادق مجاہدین اور مسلمان ملت کبھی بھی اس قسم کی اجازت نہیں دے گا۔ کہ وہ جہاد کے اسلحہ کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کریں ہمیں چاہیئے کہ ہم خود کوشش کریں کہ مجاہدین میں ایک ایسا جذبہ پیدا کریں کہ دوران جہاد اور جہاد کے بعد ایسا کوئی واقعہ پیش نہ ہو جس کی وجہ سے افغانستان میں کسی قسم کی ہل چل پیدا ہو۔ ہمیں یقین واثق ہے کہ انشاء اللہ ایسا کوئی واقعہ پیش نہ ہوگا۔ وہ لوگ یا وہ فرد جو اس قسم کے حادثات کے بارے میں سوچے ایسا فرد تمام مسلمانوں کی جانب سے مردود ہوگا۔ اور انشاء اللہ وہ اس قسم کے منصوبوں میں کامیاب نہیں ہوگا۔

ہم اپنے علمائے کرام اور صادق مجاہدین کی طرف سے مطمئن ہیں کہ آزادی کی حصول کے بعد افغانستان سے لبنان نہیں بلکہ دارالاسلام بنایا جائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ دارالاسلام میں امن، بھائی چارہ اور اخوت کی حاکمیت ہوتی ہے، مجھے یقین ہے کہ جس طرح جہاد کے دوران میں دشمن اپنے ناپاک ارادوں، تبلیغات اور پروپیگنڈوں میں ناکام اور نامراد ہوا اس طرح آئندہ بھی ہوگا۔

میرے عزیز بھائیو! اس کے بعد میں بنیادی اور سنگین مسائل کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب جہاد سے واپس لوٹ رہے تھے تو ایک صحابی کے سوال کے جواب میں فرمایا۔

"جہادِ اصغر سے جہاد اکبر کی طرف واپس ہوئے ہیں"

اب ہم اور آپ جہاد اکبر کے مرحلے میں داخل ہوئے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کا قصہ تو آپ کو معلوم ہے۔ اور یہ قصہ تمام مسلمانوں کے لئے ایک پند اور نصیحت ہے۔ جب حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے فرمایا۔

"اے بنی اسرائیل! اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، صبر اور استقامت کا دامن مت چھوڑو۔ خدا سے مدد مانگو۔ یہ زمین خدا کی ہے اللہ

تعالیٰ جسے چاہے میراث میں دے دیتا ہے اور عاقبت و انجام متقیوں کے ہاتھ میں ہے یہ زمین اللہ پاک اپنے متقی بندوں کو دیتا ہے۔"

اب ہم اللہ تعالیٰ کے ایک امتحان میں سے گزر رہے ہیں اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے۔ کہ ہم کیا کر رہے ہیں ہم اپنی منزل کے قریب پہنچے ہیں۔ روس پر تول رہا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا اور آپ کا اسلامی ادارہ کیسا ہوگا۔ ہم تو ایک اسلامی حکومت کے قیام کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن آیا ہم ایک اسلامی حکومت کی تطبیق بھی کر سکتے ہیں؟ یاد رکھیں جب تک اسلام تطبیق نہ ہو۔ کچھ بھی نہ ہوگا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اسلام تطبیق کریں۔ اور اگر ہم اس میں کامیاب ہو جائیں تو پھر کوئی بھی افغانستان کو بری نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا نہ تو کوئی راجیو گاندھی ہمیں دھمکیاں دے سکتا ہے۔ اور نہ روس میں ہم پر حملہ کرنے کی جرآت ہوگی۔

دورانِ جہاد ہم ان تمام دوستوں اور معاونت کرنے والوں خصوصاً پاکستان اور پاکستانی عوام کا تہہ دل سے مشکور ہیں۔ جو ہماری وجہ سے انتہائی مشکلات اور تکالیف سے دوچار ہوئے اور جو ابھی تک ہماری معاونت اور امداد کر رہے ہیں

روس پاکستان پر دباؤ ڈال رہا ہے۔ کہ وہ کیوں جنیوا معاہدے پر عمل درآمد نہیں کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ خود معاہدے پر عمل نہیں کر رہا ہے۔ بلکہ روس تو اپنے ایجنٹوں کابل کی کٹھ پتلی حکومت) کو اسلحہ بھی دے رہا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ افغانستان روسی اسلحہ کی وجہ سے نابود ہو جائے روسی فوجیں اب تک افغانستان میں لڑ رہی ہیں۔ روسی جہاز آج بھی روس کے شہر ترمذ سے اڑ کر افغانستان کے مختلف علاقوں پر بم باری کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی گوربہ چوف اور روس کا وزیر خارجہ پاکستان کو دھمکیاں دیتا ہے کہ مجاہدین کو اسلحہ دینا بند کرو۔ لیکن ہم گوربہ چوف اور اس کے وزیر خارجہ کو بتانا چاہتے ہیں کہ مجاہدین کسی کے اسلحے پر نہیں بلکہ اپنے ایمان کے اسلحے اور طاقت سے لڑ رہے ہیں۔ مالِ غنیمت میں ہم نے روسیوں سے کافی اسلحہ چھین لیا ہے۔ جو اُن کا اسلحہ ہم خود اُن کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔

ہم گوربہ چوف اور روس کے دوسرے حکمرانوں سے واشگاف الفاظ میں کہتے ہیں۔ کہ پاکستان کو دھمکیاں دینا بند کر دیں۔ اور وہ دن دور نہیں جب کہ افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

زندگی جہاد کے لئے ایک مسلمان کا شعار ہے۔ ایک ایسا جہاد جو ہر ظالم کے خلاف کیا جائے گا۔ زندہ رہا تو غازی، مرگیا تو شہید۔ جب تک افغانستان میں اسلامی حکومت قائم نہ ہو ہمارا جہاد جاری رہے گا ہم اپنے ۱۵ لاکھ شہیدوں کے خون کو ضائع نہیں ہونے دیں گے جب تک بہ اتفاق افغانستان جانے کا فیصلہ نہ کیا ہو ایک مہاجر بھی افغانستان نہیں جائے گا۔ کیونکہ اب بھی افغانستان میں امن قائم نہیں ہے اور روسی فوجیں موجود ہیں۔

افغانستان کے مسلمان اگر اسلامی جذبے سے روس جیسی بڑی طاقت کو شکست دے سکتے ہیں تو ہندوستان کو کیوں نہیں دے سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ راجیو گاندھی افغانستان میں ایک مسلمان حکومت کے قیام سے لرزہ براندام ہے۔

"پروفیسر برہان الدین ربانی"

مولوی زاہدی احمد نئی

قربانی

سنتِ ابراہیمی کی ایک عظیم یادگار

درحقیقت قربانی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی پرانی خود مذہب یا انسان کی تاریخ ہے۔ انسان نے مختلف ادوار میں، عقیدت و فدائیت، سرسپردگی و جاں نثاری، عشق و محبت، عجز و نیاز ایثار و قربانی، اور پرستش و عبدیت کے جو جو طریقے اختیار کئے اللہ تعالیٰ کی شریعت نے انسانی نفسیات اور جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے وہ تمام ہی طریقے اپنی مخصوص اخلاقی اصطلاحات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کر دئیے۔ انسانوں نے اپنے معبودوں کے حضور جان کی قربانیاں بھی پیش کیں اور یہی قربانی کا سب سے اعلیٰ مظہر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی اپنے لئے خاص کر لیا اور اپنے سوا ہر ایک کے لئے اس کو قطعاً حرام قرار دے دیا۔

اگرچہ انسانی تاریخ میں سب سے پہلی قربانی آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں، ہابیل اور قابیل کی قربانی ہے قرآنِ پاک میں اس قربانی کا ذکر ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَأَ ابْنَیْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ...."

(سورۃ المائدہ ۲۷ آیت)

اور ان کو آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصہ ٹھیک ٹھیک سنا دیجئے جب ان دونوں نے قربانی کی تو ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔

اسی طرح اس کے بعد قربانی کا حکم تمام الٰہی شریعتوں میں ہمیشہ موجود چلا آرہا ہے اور ہر امت کے نظامِ عبادت میں اسے ایک لازمی جزء کی حیثیت حاصل رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ" (سورۃ الحج ۳۴)

اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کا ایک قاعدہ مقرر کر دیا ہے تاکہ وہ ان چوپایوں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں جو اللہ نے ان کو عطا فرمایا ہے۔

یعنی قربانی ہر شریعت کے نظامِ عبادت میں موجود رہی ہے۔ البتہ مختلف زمانوں مختلف قوموں اور مختلف ملکوں کے نبیوں کی شریعتوں میں ان کے حالات کے پیش نظر قربانی کے قاعدے اور تفصیلات جدا جدا رہی ہیں۔ اور تمام آسمانی شریعتوں میں یہ بات بنیادی طور پر مشترک رہی ہے کہ جانور کی قربانی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کی جائے۔ اور اسی کا نام لے کر کی جائے۔

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا۔ (الحج ۳۶ آیت)

پس ان جانوروں پر صرف اللہ کا نام لو۔

لیکن اس وقت دنیا کے ہر خطے میں مسلمان جو قربانی کرتے ہیں اور ذبح عظیم

کا جو منظر پیش ہوتا ہے وہ دراصل حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ ہے۔ قرآن میں اس عظیم قربانی کے واقعے کو پیش کرکے اس کو اسلام، ایمان اور احسان قرار دیا ہے۔ قربانی دراصل اس عزم و یقین اور سپردگی و فدائیت کا عملی اظہار ہے کہ آدمی کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور اسی کی راہ میں یہ سب قربان ہونا چاہیئے۔ یہ دراصل اس حقیقت کی علامت اور پیش کش ہے کہ اس کا اشارہ ہوگا۔ تو ہم اپنا خون بہانے سے بھی دریغ نہ کریں گے اسی عہد و پیمان اور سپردگی و فدائیت کا نام ایمان، اسلام اور احسان ہے۔

قربانی کی یہ عظیم الشان یادگار دراصل حضرت اسماعیل علیہ السلام کا وہ فدیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ۝ سے یاد کیا ہے۔ امت مسلمہ پر یہ قربانی رہتی زندگی تک لازم قرار دیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی فدیے کے عوض اسمٰعیل علیہ السلام کی جان چھڑائی اور اب قیامت تک آنے والے فداکار ٹھیک اسی تاریخ کو دنیا بھر میں جانور قربان کریں اور وفاداری اور جان نثاری کے اس عظیم الشان واقعے کی یاد تازہ کرتے رہیں۔ قربانی کی یہ بے بدل سنت جاری کرنے والے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام تھے۔ اور اس کو تا قیامت قائم رکھنے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے فداکار ہیں۔

اسلامی شریعت میں قربانی کرنے کے لئے خاص طریقہ اور اس کی صحت کے لئے خاص اصول وضع کئے گئے ہیں جو اس کے بغیر قربانی صحیح نہیں ہوتی اور وہ اصول فقہ کی کتابوں میں وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ جن کے اہم اصول یہ ہیں:

(۱) قربانی امت مسلمہ میں سے اغنیاء پر واجب ہے۔ اگر کسی مسکین شخص نے بھی ارادہ کر لیا اور قربانی کا جانور خرید لیا۔ تو اس پر بھی لازم ہوتا ہے اور اگر اس کا خریدا ہوا جانور گم ہو گیا اور دوسرا خرید لیا اور اس کے بعد وہ بھی مل گیا تو دونوں کو ذبح کرنا اس پر لازم ہوتا ہے۔

(۲) قربانی کی وقت دسواں ذی الحجہ سے تیرھواں ذی الحجہ تک صحیح ہوتا ہے

(۳) قربانی کے جانور، اونٹ، اونٹنی دنبہ، بکرا بکری، بھیڑ، گائے، بیل بھینس اور بھینسا ہیں۔ ان جانوروں کے علاوہ اور کسی جانور کی قربانی جائز نہیں

(۴) دنبہ، بکرا، بکری اور بھیڑ کی قربانی صرف ایک آدمی کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ ایک سے زائد آدمی اس میں حصہ دار نہیں ہو سکتے۔

(۵) گائے، بھینس اور اونٹ میں سات آدمی مرد ہوں یا عورت شریک ہو سکتے ہیں۔ لیکن سات سے زائد نہیں مگر اس کے لئے دو شرطیں پہلی پہلی یہ کہ ہر حصے دار کی نیت قربانی یا عقیقے کی ہو۔ محض گوشت حاصل کرنے کی نیت نہ ہو، دوسری شرط یہ ہے کہ ہر حصے دار کا حصہ ٹھیک ہے ہو اس سے کم حصہ دار نہ ہو۔

ان دو شرطوں میں سے کوئی بھی شرط پوری نہ ہو تو کسی کی قربانی صحیح نہ ہوگی۔ گائے، بھینس، اونٹ میں سات افراد سے کم بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کوئی دو، چار یا کم بیش حصے لے۔ مگر اس میں بھی یہ شرط ضروری ہے کہ کوئی حصے دار ساتویں

> وہ دن دور نہیں جب روس ذلیل و رسوا ہو کر ہمارے مادر وطن سے نکل جائے گا اور ہماری مجاہد مسلمان قوم اپنی مبنی بر عدل اسلامی حکومت کے زیر سایہ عید کی خوشیاں منائے گی۔
>
> پروفیسر برہان الدین ربانی"

حصے سے کم کا شریک نہ ہو ورنہ کسی کی قربانی صحیح نہ ہوگی۔

(۶) گائے، بھینس کی قربانی میں ایک یا ایک سے زائد افراد کے حصے از خود ہی تجویز کر کے قربانی کر لی اور ان افراد کی مرضی اور اجازت نہیں لی۔ تو یہ قربانی صحیح نہیں ہے۔ جن لوگوں کے بھی حصے رکھے جائیں ان کے کہنے سے رکھے جائیں یہ نہیں کہ از خود پہلے حصے تجویز کر کے قربانی کر لی جائے اور حصہ داروں کی مرضی اور اجازت بعد میں حاصل کی جائے

(۷) بکرا بکری، دنبہ اور بھیڑ ایک آدمی سے صحیح ہوتا ہے اور یہ جانور جب پورے سال کے ہوں تو ان کی قربانی درست ہے۔ بھینس اور گائے پورے دو سال کے ہو جائیں۔ تو ان کی قربانی درست ہے اور اونٹ پورے پانچ سال کا ہو تب قربانی درست ہے۔

(۸) جس جانور کے سینگ بالکل جڑ سے ہی ٹوٹ گئے ہوں، اس کی قربانی جائز نہیں۔ البتہ جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نکلے ہی نہ ہو۔ یا نکلے ہوں مگر کچھ حصہ ٹوٹ گیا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

(۹) گائے اور بکری اگر حاملہ ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ اگر بچہ زندہ برآمد ہو تو اس کو بھی ذبح کر لینا چاہیئے۔

(۱۰) جس جانور کے دانت بالکل ہی نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اور اگر چند دانت گرے ہوں باقی زیادہ دانت موجود ہوں تو اس کی قربانی درست ہے

(۱۱) جس جانور کے پیدائشی طور پر کان نہیں ہیں یا ہیں تو بہت ہی چھوٹے چھوٹے ہیں اس کی قربانی درست ہے۔

(۱۲) اندھے، کانے جانور کی قربانی درست نہیں اور اس لنگڑے جانور کی قربانی بھی درست نہیں جو صرف تین پیروں سے چلتا ہو۔ چوتھا پیر زمین پر رکھا ہی نہ جاتا ہو یا رکھتا ہو لیکن اس پر زور دے کر نہ چلتا ہو صرف تین پیروں کے سہارے چلتا ہو۔ ہاں اگر چوتھا پیر بھی کام کر رہا ہو اور چلنے میں صرف لنگ ہو تو پھر قربانی درست ہے

(۱۳) قربانی صرف اپنی ہی جانب سے واجب ہے۔ نہ بیوی کی طرف سے واجب ہے نہ اولاد کی طرف سے۔

(۱۴) جس جانور کا کان ایک تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو یا دم ایک تہائی سے زیادہ کٹ گئی ہو اس کی قربانی درست نہیں۔

(۱۵) دُبلے پتلے جانور کی قربانی تو جائز ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ موٹا تازہ صحیح سالم اور خوبصورت جانور اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کیا جائے اور اگر جانور ایسا مریل اور دبلا کمزور ہو کہ اس کی ہڈیوں میں گودا ہی نہ رہ گیا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔

(۱۶) خصی بکرے اور مینڈھے کی قربانی درست ہے۔ خصی ہونا عیب نہیں ہے بلکہ جانور کو فربہ کرنے کا ایک سبب ہے۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی دُنبے کی قربانی کی ہے۔

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ قربانی کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دُنبے سینگوں والے چت کبرے اور خصی ذبح کئے"

اغنیاء پر قربانی کرنا واجب ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔" جو شخص وسعت رکھتے ہوئے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

(۱۷) شہر اور قصبات کے باشندوں کے لئے نماز عید سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہو جائیں تب قربانی کریں۔ البتہ دیہات کے باشندے نماز فجر کے بعد بھی قربانی کر سکتے ہیں مطلب یہ کہ جہاں نماز عید کو ادا کرنا ہے وہاں کے باشندے نماز سے پہلے قربانی نہیں کر سکتا۔

(۱۸) مسافر پر قربانی واجب نہیں، چاہے وہ غنی کیوں نہ ہو۔

(۱۹) قربانی کرتے وقت نیت کا زبان سے اظہار کرنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں۔ صرف دل کی نیت اور ارادہ قربانی صحیح ہونے کے لئے کافی ہے، البتہ زبان سے دعا پڑھنا بہتر ہے۔

(۲۰) اپنی قربانی کا جانور اپنے ہی ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے۔ ہاں اگر کسی وجہ سے خود ذبح نہ کر سکے۔ تو کم از کم وہاں

موجود ہی رہے اور خواتین بھی اپنی قربانی کا جانور ذبح ہوتے وقت موجود رہیں تو بہتر ہے۔

(۲۱) گائے۔ بھینس وغیرہ کی قربانی میں کئی افراد شریک ہوں تو گوشت کی تقسیم اندازے سے نہ کریں بلکہ سری پائے اور گردہ کلیجی وغیرہ سب کو شامل کر کے سات حصے بنائیں اور پھر جس کے جتنے حصے ہوں اس کو حساب سے دے دیں۔

(۲۲) قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں اپنے رشتہ داروں اور دوست واجبات میں بھی تقسیم کر سکتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ کم از کم ایک تہائی تو غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دیں اور باقی اپنے اور اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب کے لئے رکھ لیں۔ لیکن یہ لازم نہیں ہے کہ ایک تہائی خیرات ہی کیا جائے ایک تہائی سے کم بھی فقیروں اور غریبوں میں بانٹ دیا جائے۔ تو کوئی گناہ نہیں

(۲۳) قربانی واجب ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ مقیم ہونا اور غنی ہونا۔

(۲۴) قربانی کا گوشت غیر مسلموں کو دینا بھی جائز ہے۔ البتہ اُجرت میں دینا صحیح نہیں ہے۔

(۲۵) قربانی کی کھال بھی کسی حاجتمند کو خیرات میں دی جا سکتی ہے اور اس کو فروخت کر کے رقم بھی خیرات کی جا سکتی ہے۔ یہ رقم ان لوگوں کو دینا چاہیئے۔ جن کو زکوٰۃ دی جاتی ہے

(۲۶) قربانی کی کھال کو اپنے کام میں لانا بھی جائز ہے۔ مثلاً نماز پڑھنے کے لئے جانماز بنوا لی جائے یا ڈول وغیرہ بنوا لیا جائے۔

(۲۷) قصاب کو گوشت بنانے کی مزدوری میں گوشت کھال یا رسّی وغیرہ نہ دی جائے بلکہ مزدوری الگ سے دی جائے اور جانور کی رسّی، کھال وغیرہ سب خیرات کر دینی چاہیئے۔

(۲۸) جس شخص پر قربانی واجب ہے اس کو تو کرنا ہی ہے۔ جن پر واجب نہیں ہے۔ ان کو بھی اگر غیر معمولی زحمت نہ ہو تو ضرور قربانی کرنی چاہیئے۔ البتہ دوسروں سے قرض لے کر قربانی کرنا مناسب نہیں۔

(۲۹) اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو مال و دولت سے نوازا ہے وہ صرف واجب قربانی پر ہی کیوں اکتفا کرے بلکہ قربانی کا بے حد و حساب اجر و انعام پانے کے لئے اپنے بزرگوں؛ یعنی مردہ ماں، باپ، دادا، دادی اور دوسرے رشتہ داروں کی طرف سے بھی قربانی کرے تو بہتر ہے اور اپنے محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی بدولت ہدایت و ایمان کی دولت نصیب ہوئی ہے، کی طرف سے قربانی تو مومن کی بہت بڑی سعادت ہے اسی طرح ازواج مطہرات یعنی اپنی روحانی ماؤں کی طرف سے قربانی کرنا بھی انتہائی خوش نصیبی ہے۔

(۳۰) عیدالاضحی یعنی ذوالحجہ کی دسویں تاریخ سے لے کر ذوالحجہ کی بارہویں تاریخ تک غروب آفتاب سے پہلے تک قربانی کے ایام ہیں۔ ان تین دن میں سے جب اور جس دن سہولت ہو قربانی کرنا جائز ہے۔ لیکن قربانی کا سب سے افضل دن عیدالاضحی کا دن ہے۔

بقیہ: درس حدیث

رہ جاتی ہے۔ اب اگر ہدایت و فلاح کا انحصار اس پر ہے کہ عمل میں کوئی ظلم نہ ہو تو پھر کوئی شخص بھی گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ انہیں یوں محسوس ہوا گویا امن و ہدایت کا راستہ بہت ہی محدود اور تنگ کر دیا گیا ہے۔ جس پر خطا کار انسانوں کا چلنا انتہائی دشوار ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ یہ صحابہ کرامؓ کا امت پر احسان ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تشریح لسان رسالت مآب سے حاصل کر لی ورنہ بعد کی دنیا کے لئے سخت دشواری ہوتی اور لوگ وسوسوں سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ وہ وفد کی صورت میں جناب رسالت مآب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی الجھن پیش کی۔ اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اس آیت کا وہ مطلب نہیں جو تم لے رہے ہو۔ بلکہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ جیسا کہ خود قرآن کریم میں آیا ہے کہ شرک ظلم عظیم ہے۔

تحریر: سید عبداللہ

افغان جہاد اور اس کے مثبت اثرات

روسی حکومت کی بنیاد ایک ایسے ڈکٹیٹر شپ اور انانیت کے نظام پر رکھی ہوتی ہے۔ کہ کسی کو آزادانہ طور پر اپنی خواہش کے مطابق زندگی بسر کرنے، ایک شہری کی حیثیت سے اظہار خیال اور کلمہ حق کہنے کا مجال نہیں۔ لینن اور سٹالن کے عہد حکمرانی سے یہ معمول رہا ہے کہ اگر کسی اجلاس میں حکمران کی طرف سے شاملین اجلاس کو کچھ کہنے یا اظہار خیال کی آزادی دی جاتی ہے۔ تو اظہار خیال کی آزادی دی جاتی ہے۔ تو اظہار خیال کی یہ نام نہاد آزادی محض ظاہری قسم کی ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر اجلاس کے دوران کوئی شخص یہ جسارت کرے کہ وہ اصل حقیقت سے پردہ اٹھائے اور حکومت کی پالیسی یا حکمران کے خلاف منہ کھول دے تو اجلاس ختم ہونے کے بعد اس کی زندگی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہ بیچارہ حق کہنے کے جرم کی پاداشت میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہو جاتا ہے۔

روس میں عوام کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ آزادانہ طور پر اپنے عقیدے کے مطابق زندگی بسر کریں۔ دیگر انسانی حقوق تو کیا خرید و فروخت کی اشیاء کی بھی حکومت کی طرف سے نشاندہی ہوتی ہے۔ خوردنی اشیاء ہر بازار و دکان میں نہیں۔ بلکہ حکومت کی طرف سے ٹھیکہ پر دینے والے مخصوص سٹوروں میں سے ملتی ہیں۔ جو بھیڑ کی وجہ سے لوگوں کو قطاروں میں گھنٹوں تک کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ مختصر یہ کہ روس جیسے بڑے ملک میں جسے سپر طاقت ہونے کا دعویٰ ہے یا کسی شخص کے ظلم کا بھی انتہا ہوتا ہے اور آخر کار خالق کائنات ان کے زوال اور خاتمے۔ اور مظلوم عوام کی دادرسی کے لئے کچھ اسباب و عوامل پیدا فرماتا ہے۔ میرے خیال میں روس کے کمیونسٹ نظام کے زوال اور روسی عوام کی بحالی حقوق کے اسباب و عوامل جہاد افغانستان ہے جو افغان مجاہدین نے روس کے خلاف جاری رکھا ہوا ہے۔ جہادِ افغانستان روسی عوام کی آزادی اور حصول حقوق کا نکتہ آغاز ہے۔ جہادِ افغانستان نے نہ صرف روس میں مقبوضہ مسلمان ریاستوں کے عوام میں بلکہ ساری دنیا میں محکوم عوام کی روح آزادی میں ایک تڑپ اور خون میں ایک حرارت پیدا کی۔ اور ہر جابر و غاصب کے خلاف انہیں نعرۂ حق بلند کرنے کی جرأت بخشی۔ روس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ روس نے جہاں بھی قدم رکھا ہے۔ واپس نہیں ہوا۔ اس ضمن میں چیکو سلواکیہ اور پولینڈ وغیرہ کو بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن افغان غازیوں کی ہمت، شجاعت اور ایمانی قوت و مزاحمت کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ روس اپنا بوریا بستر سمیٹ کر افغانستان سے اپنی فوجیں نکالنے پر آمادہ ہوا بلکہ اسے اپنی غلطی کا بھی اعتراف کرنا پڑا۔

روس کا خیال تھا کہ افغانستان کو بھی روسی ترکستان کی طرح ہڑپ کر کے اسے اپنا جزء قلمرو بنا دے گا۔ چنانچہ انہوں نے اسی مقصد کے تکمیل کی خاطر

افغانستان پر یلغار کیا۔ قتل عام کا بازار گرم کر دیا اور نہتے افغان قوم پر وہ مظالم کئے جس کی مثال تاریخ میں مشکل سے ملے گی۔ لیکن غیور عوام نے توپ ٹینک، جنگی جہازوں گن شپ ہیلی کاپٹروں اور دیگر ماڈرن مہلک ہتھیاروں کا پروا کئے بغیر سرخ استعمار کا ایسا مقابلہ کیا جسے وہ رہتی دنیا تک یاد رکھیں گے افغانستان نے لاکھوں افغانوں کی قربانی دے کر اس حقیقت کو واضح کیا۔ کہ طاقت صرف اللہ ہی کے لئے ہے جو کہ خالق کائنات ہے۔ اس کے بغیر کوئی بھی طاقت نہیں۔ فتح و کامرانی ایمانی طاقت، ہمت، قربانی دینے اور اللہ تعالٰی کی مدد و نصرت سے ہوتی ہے۔ کثرت اور اسلحہ سے نہیں۔ مختصراً یہ وہ اسباب تھے۔ جن کی وجہ سے روسی افواج افغانستان سے نکلنے پر مجبور ہوئے

قارئین کرام کو اچھی طرح یاد ہوگا کہ جہادِ افغانستان شروع ہونے سے پہلے کسی نے یہ نہیں سنا ہوگا کہ روس میں جلوس کی شکل میں کبھی لوگوں کا مظاہرہ بھی ہوا ہے یا حکومت کے خلاف کبھی کسی نے نعرے بھی لگائے ہوں اور بحالی جمہوریت یا کسی دوسرے نام پر حکومت کی پالیسی کے خلاف عوام نے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا ہو۔ لیکن اب یہ سب کچھ افغان جہاد کی وجہ سے ممکن ہوا۔ وہاں اب زور شور سے جمہوریت کی بحالی کے لئے کوششیں جاری ہیں۔ اپوزیشن پارٹی کا نام لیا جا رہا ہے جمہوریت اور فردی و اجتماعی حقوق کی حمایت میں جلوس نکالے جا رہے ہیں وغیرہ۔

اگر غور کیا جائے تو روس میں عوام کے لئے ان آزادیوں کا موقع افغان مجاہدین اور جہاد افغانستان ہی نے ممکن بنا دیا ہے۔ جہاد افغانستان نے انہیں خودی کا احساس دلایا، ان میں ہمت و جرأت کا عنصر پیدا کیا۔ افغان قوم کی قربانیوں اور ان کے مستحکم مؤقف نے دنیا کے گوشے گوشے میں محکوم، مقہور اور غلام قوموں کو خواب غفلت سے جگا دیا اور انہیں

> مجاہدین کسی کے اسلحے پر نہیں بلکہ اپنے ایمان کے اسلحے اور طاقت سے لڑ رہے ہیں۔
>
> برہان الدین "ربانی"
> امیر جمعیت اسلامی افغانستان

آزادی کا احساس دلایا۔ یہی وجہ ہے کہ اب دنیا کے کونے کونے میں محکوم قوموں کو آزادی کی کرنیں دکھائی دیتے ہیں لہٰذا روسی عوام پر مجاہدین کا بڑا احسان ہے۔ روسی عوام کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو مجاہدین کا مرہون منت سمجھیں، ہمیں یقین ہے کہ روس جیسے ملک میں بھی عنقریب جمہوریت کا سورج طلوع ہونے والا ہے۔ لیکن یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ اس کار خیر میں افغان مجاہدین بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہم پر اللہ تعالٰی کے سوا کسی اور نے احسان نہیں کیا ہے البتہ ہم نے تسلسل کے ساتھ جہادی مشن کے ذریعے دوسروں پر احسان کیا ہے اسلامی ممالک خصوصاً پاکستان اور پاکستانی عوام اس مثال سے مستثنیٰ ہیں)

اب حقائق روشن ہو گئے

جہاد افغانستان کے بارے میں اکثر و بیشتر لوگوں کا خیال یہ تھا کہ افغان مجاہد قوم دنیا کی ایک مادی سپر طاقت روس سے نبرد آزما ہو کر خود اپنی موت کا سامان کر رہی ہے۔ اور ساتھ ہی روسی لابی یہ کہہ کر بھی شرم محسوس نہیں کی کہ افغانستان میں کوئی بھی روسی فوجی نہیں لڑتا۔ اور اگر وہاں کوئی فوجی ہو بھی تو وہ کسی معاہدے کے تحت موجود ہوگا۔ اور یہ کوئی غلطی نہیں۔

اولاً تو جہاں تک روسی فوج سے ہمارے لڑنے کا تعلق ہے۔ تو جہاد کے سوا ہمارے لئے نجات کا دوسرا راستہ ہی نہیں تھا۔ ایک لاکھ سے زائد خارجی فوج نے ہماری اسلامی سرزمین پر بلا اشتعال حملہ کیا۔ ہم سے آزادی چھین لی اور ہم پر ایک ایسے نظام مسلط کرنا چاہا جو ہمارے دین، عقیدے اور ہمارے ملی روایات کا سراسر منافی تھا۔ دشمن نے چاہا کہ افغانستان میں کمیونسٹی نظام قائم ہو۔ اور اسلام کی بیخ کنی کی جائے۔ لیکن افغان قوم نے صدیوں سے ایک مسلمان اور راسخ العقیدہ قوم کی حیثیت سے اپنا تشخص زندہ اور بحال رکھا ہوا ہے۔ وہ اسلام کے سوا کوئی اور ازم اور نظام حکومت کے لئے ہرگز تیار نہیں ہے۔ افغان قوم اسلام کی

ماہنامہ

مشعل

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن — پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

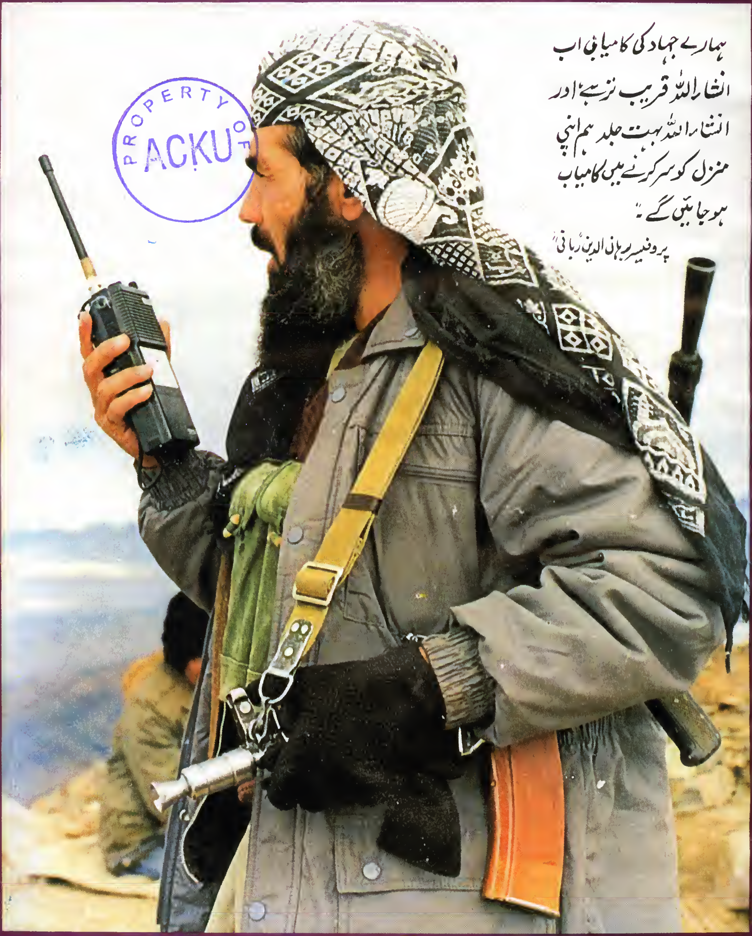

PROPERTY OF ACKU

صوبے ہرات کے جہادی امیر، مجاہد کمانڈر اسمٰعیل خان
وائرلس پر جہادی سنگروں کا جائزہ لے رہے ہیں،

شیدائی ہے۔ افغان بچوں کو ماں کی گود میں درس اسلام دیا جاتا ہے یہی وہ ہے کہ وقت آنے پر وہ شمع اسلام پر مر مٹتے ہیں۔ اور ناموس اسلام کی حفاظت کے لئے وہ ہر قسم قربانی دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ اسی بنا پر افغان جیالوں نے صرف جہاد ہی کا راستہ اپنا کر دشمن کا مقابلہ کیا۔

ہم نے روسی افواج سے نبرد آزما ہو کر روسیوں کی موت اور اپنی زندگی اور نجات کا سامان مہیا کر دیا ہے۔

ثانیاً: اگر روسی ایجنٹوں کے بقول وہاں روسی افواج موجود نہ تھیں تو آج قافلوں کی شکل میں افغانستان سے ناکام اور نامراد روس کو کون واپس لوٹ رہے ہیں۔ اور افغانستان میں یہ آخر کس ملک کے ہزاروں فوجی مارے گئے؟ اور جنیوا کے نام نہاد معاہدے کے تحت کس ملک کی افواج کی واپسی کے لئے ٹائم ٹیبل کا تعین کیا گیا ہے؟

ثالثاً: جہاں تک افغانستان پر روسی فوج کشی کی غلطی کا تعلق ہے تو اس سے متعلق بے شمار شواہد و اسناد موجود ہیں۔

سب سے پہلے افغانستان پر روسی حملے کی غلطی کا کھلم کھلا ثبوت بین الاقوامی جنرل اسمبلی میں رائے شماری کا وہ اعداد و شمار ہے جس میں روس کے خلاف اور افغان جہادی مشن کے حق میں ووٹ ڈالے گئے تھے ۱۵۸ آزاد ممبر ممالک میں سے ۱۲۳ ممبر ممالک نے روس کے خلاف اپنا ووٹ استعمال کیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ روس نے غلطی کی ہے۔

جنیوا معاہدے پر دستخط افغانستان پر روسی حملے کے غلطی کی وجہ سے عمل میں آیا۔ کیونکہ روس اپنے انجام اور عاقبت کار سے گھبرا کر کسی نہ کسی طریقے سے اپنی فوج کی واپسی کے لئے راستہ صاف کر دیا۔ یہ تو عملی شواہد ہیں۔

روس نے خود بھی یہ امر تسلیم کر دیا ہے کہ افغانستان پر حملے کا فیصلہ غلط تھا۔ اور اس بارے میں بریژنیف اور دیگر روسی افسروں کو مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ ٹائمز آف انڈیا کے حوالے سے "نوائے وقت" نے ایک خبر یوں شائع کی ہے:

"نئی دہلی ۲۲ر جون پ پ ا: سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی قیادت نے افغانستان پر روسی حملے کے بارے میں غلط فیصلے کو تسلیم کیا ہے۔ ٹائمز آف انڈیا میں شائع شدہ تین کالمی رپورٹ کے مطابق کمیونسٹ پارٹی کی جانب سے جو خفیہ دستاویز جاری کی گئی ہے اس میں پارٹی کی قیادت نے افغانستان پر سوویت یونین کے قبضے کو غلط فیصلہ قرار دیا ہے۔"

یہ اور ایسی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں جو افغانستان پر روسی حملے کے

ایک روسی اسیر مجاہد کمانڈر کیساتھ کھڑا ہے،

غلط فیصلے کی عکاسی کرتی ہے. قُلْ جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقاً

ایک اور حقیقت جس کی میں نشاندہی کرنا چاہتا ہوں اور وہ اب روز روشن کی طرح آشکارہ ہو چکی ہے وہ یہ ہے کہ جب روس ہر محاذ پر مجاہدوں کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہوئے اور اُن کی دیگر چال و فریب کارگر ثابت نہ ہوئی. تو اپنے لابی اور زرخرید ایجنٹوں کے ذریعے یہ پروپیگنڈا شروع کیا. کہ "افغان جہاد جہاد نہیں بلکہ یہ روس اور امریکہ کی جنگ ہے." اس پروپیگنڈے سے روس کا مطلب یہ تھا کہ اس طرح افغان مجاہدین کا مورال پست ہو جائے گا اور افغان مجاہدین و مہاجرین میں یہ شک و شبہ جنم لے گا کہ ہمارا جہاد کہیں روس اور امریکہ کی جنگ نہ ہو. اور نیز جہاد کی حامی لوگ بھی شش و پنج میں مبتلا ہو جائیں گے. لیکن اس سے بے خبر کہ افغان جری قوم روسی چالوں اور مکاریوں سے بخوبی واقف ہے اور وہ کبھی اس کے دھوکے اور فریب میں ہرگز نہ آئیگی. جنیوا معاہدے نے ثابت کر دکھایا کہ افغان جہاد روس اور امریکہ کی جنگ نہیں بلکہ یہ حق و صداقت کا وہ معرکہ ہے جو افغانوں نے اعلائے کلمۃ اللہ

مجاہدین روسی بم کو ناکارہ بنانے کے بعد دشمن کی تاک میں بیٹھے ہیں

اور آزادی وطن کی خاطر شروع کیا ہے.

جب امریکہ کو معلوم ہوا کہ افغان مجاہدین کامیابی سے ہمکنار ہونے والے ہیں تو انہوں نے روس سے گٹھ جوڑ کر کے جنیوا معاہدہ کو افغان مجاہدین کی مرضی کے خلاف بروئے کار لایا. امریکہ کو یہ ہرگز منظور نہیں کہ افغانستان میں کاملاً ایک اسلامی حکومت قائم ہو روس اور امریکہ کے درمیان جنیوا معاہدہ طے پایا.

ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ اب افغانستان میں جنگ کا سلسلہ ختم ہو جاتا. لیکن اللہ تعالٰے کے فضل و کرم سے اب مجاہدین کی فعالیت پہلے سے کہیں زیادہ روسی کابل فوج کے خلاف ہو گئی ہے. اور یہ اس لیئے کہ ہماری جنگ روسی فوج کے خلاف ہے، ہمارا جہاد افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے لیئے ہے. جب تک افغانستان میں ایک بھی روسی فوجی موجود ہو اور جب تک افغانستان کی پاک سرزمین پر اسلامی حکومت قائم نہ ہو جائے اور وہاں اسلام کا جھنڈا نہ لہرایا جائے، ہمارا جہاد جاری رہے گا.

پروفیسر سید محفوظ علی

جہاد اور قلت و کثرت کا تصور

جب حضور اکرمؐ نے اسلام کا پیغام پہلے پہل دیا تو آپؐ یک و تنہا تھے۔ لیکن آپؐ نے قلت و کثرت، وسائل کی کمی و زیادتی کی پروا نہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا پیغام علی الاعلان پیش کیا۔ لوگ اس وقت سے آپؐ کے جانی دشمن ہو گئے اور آپؐ کو ہر طور ناکام بنانے کی ٹھان لی۔ آپؐ نے بھی اللہ کا پیغام بکم و کاست اس کے بندوں تک پہنچانے کا غیر متزلزل قصد کیا۔ آہستہ آہستہ دعوت قبولیت حاصل کرتی گئی۔ لوگ شریک ہوتے گئے اور کارواں بنتا گیا۔

اس قسم کی ایمانی جرأت کا مظاہرہ ہر نبیؑ کو کرنا پڑا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی خدائی کو چیلنج کیا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو اس کے دربار میں للکارا اور حضرت عیسیٰؑ نے سولی پر بھی اللہ کا پیغام دیا۔

انسانی تاریخ گواہ ہے کہ ایک نبی ہمیشہ یک و تنہا اٹھا اور اس نے بلا جھجک اللہ کا پیغام سلطان جابر کے سامنے پیش کیا اور جو مزاحمت پیش آئی اس کا اس نے اور اس کے ساتھیوں نے مردانہ وار مقابلہ کیا۔ ہر نبی کو وقت کے لحاظ سے اپنے مشن میں ہمیشہ کامیابی نصیب ہوئی۔

حق و باطل کی جدوجہد میں اہلِ حق ہمیشہ قلیل التعداد رہتے ہیں جبکہ باطل پرستوں کی کثرت رہی ہے اہل تکاثر میں کثرت کا زعم ہمیشہ رہا۔ جبکہ قلیل التعداد اہلِ حق ہمیشہ اللہ کی تائید و نصرت پر بھروسہ کرتے رہتے ہیں۔

قرآن حکیم میں طالوت و جالوت موسیٰ و فرعون، حضور اکرمؐ اور مشرکین و کفارِ عرب کے مابین معرکہ آرائیوں کے واقعات بکثرت ملتے ہیں ان تمام کے تمام واقعات میں قلت کی کثرت پر فتح ہوئی ہے جس کی شہادت تاریخ دیتی ہے۔ چنانچہ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ انہیں ایک دن اللہ سے ملنا ہے۔ انہوں نے کہا:

"بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ کے اذن سے ایک بڑے گروہ پر غالب آ گیا ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔"

یہ آیت مبارک طالوت و جالوت کے درمیان معرکہ آرائی سے متعلق ہے۔ طالوت کے ساتھی قلیل التعداد میں تھے۔ جبکہ جالوت ایک بڑا لشکر لے کر مقابلے پر آیا تھا۔ اس معرکہ میں طالوت کو فتح نصیب ہوئی تھی جس میں حضرت داؤدؑ نے جالوت کو قتل کر دیا تھا۔

مسلمانوں کی پوری تاریخ سے گزر جائیے جملہ معرکہ آرائیوں میں اسلامی لشکر کے مقابلے میں کفار و مشرکین کے لشکر کئی کئی گنا بڑے تھے اور وسائل میں بھی بہت زیادہ تھے۔ مگر فتح اللہ کے فضل سے مسلمانوں کو نصیب

علماء دین کے خلاف سب سے پہلی دشمنی اور ان کے خلاف تبلیغات اور پروپیگنڈے امیر امان اللہ خان کے زمانے سے شروع ہوئے ہیں

پروفیسر برہان الدین "ربانی"

ہوئی۔ فتح مکہ، فتح اندلس، فتح سندھ فتح روم، فتح قسطنطنیہ، فتح ہند غرض کہ کسی بھی دور میں جب مسلمانوں نے اللہ کے بھروسے پر جہاد کیا تو کامیابیوں نے ان کے قدم چومے

جنگ در حقیقت ایمانی جرأت اور حوصلے سے لڑی جاتی ہے۔ اس کا قلت و کثرت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وسائل کی کمی حوصلے اور جرأت ایمانی سے پوری ہو جاتی ہے۔

ہندوستان اور چین کی جنگ کے دوران ڈیلی ایکسپریس کے ایک نامہ نگار نے بڑے پتے کی بات کہی تھی جس سے اس بات کی پوری پوری تائید ہوتی ہے کہ جنگ میں فتح کا تعلق قلت و کثرت سے نہیں بلکہ حوصلے یا ایمانی جرأت سے ہے۔

وہ رقمطراز ہے:

"ہم (یعنی اہل برطانیہ) ہندوستانیوں کو اسلحہ تو فراہم کر سکتے ہیں۔ لیکن انہیں جرأت کون دے گا؟"

دورِ حاضر میں بھی اس کی بارہا مثالیں زمانے نے پیش کی ہیں۔ امریکہ دنیا کی نمبر ۱ طاقت مانا جاتا ہے لیکن ویت نام جیسے چھوٹے اور بے وسیلہ ملک کے سامنے اس نام نہاد سپر پاور کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور اپنا بوریا بستر لپیٹ کر راہِ فرار اختیار کرنی پڑی۔ بالکل یہی حال دوسری نام نہاد سپر پاور روس کا افغانستان میں ہوا۔ کہ اس کو افغان مجاہدین کے بے مایہ لشکر کے آگے سپر انداز ہونا پڑا۔ مجاہدین کی اپنی نہ تو باقاعدہ کوئی فوج تھی اور نہ ہی سلطنت۔ کچھ اللہ کے بندے اٹھے اللہ کے نام پر ہتھیار سنبھالا اور قلت و کثرت کے تصور کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے آتشِ نمرود میں بے خطر کود پڑے۔ اللہ نے یہ آگ ان کے لئے گلزار بنا دی۔ ان کی تائید فرمائی اور بالآخر قطعی اور واضح کامیابی سے ہمکنار کیا۔

کتنی شرم کی بات ہے کہ حقائق سے آنکھ بند کر کے غیرتِ ایمانی سے عاری کچھ کور چشم روس کے واپس نہ جانے یا ہندوستان کے حملہ کر دینے کا ہوّا پیش کر رہے ہیں کہ پاکستان کسی طرح روس و ہندوستان کی بات مان لے ورنہ پاکستان کی خیر نہیں خود اسی ملک کی تاریخ گواہ ہے کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں قلتِ تعداد اور قلتِ وسائل کے باوجود ہم نے اسی طرح ہندوستان کو نیچا دکھایا جس طرح مذکورہ بالا دو ملکوں نے امریکہ اور روس کو دکھایا ہے۔

ویت نام کے مقابلے میں امریکہ کی برتری کہاں گئی؟ اور افغان مجاہدین کے آگے روس کی چوہدراہٹ کا کیا حشر ہوا؟ کیا اب بھی کسی طاقت کو ہم سپر پاور کہتے رہیں گے؟ جب کہ مسلمانوں کے ضمن میں تاریخی حقائق اس کی کھلی تردید کرتے ہیں مسلمانوں کو صرف اللہ سے ڈرنا چاہیئے جب وہ اللہ سے ڈریں گے۔ تو پھر انہیں کسی اور طاقت سے ڈرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

ے وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

کیا قرآن حکیم صاف صاف نہیں کہتا۔

"کہو! خدایا! ملک کے مالک تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے۔ جسے چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔ بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

دوسری جگہ قرآن حکیم بدر کا واقعہ یوں بیان کرتا ہے:

"عبرت تھا جو (بدر میں) ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے۔ ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا گروہ کافر تھا۔ دیکھنے والے بچشم سر دیکھ رہے تھے کہ کافر گروہ مومن گروہ سے

دو چند ہے. مگر نتیجے نے ثابت کر دیا کہ اللہ اپنی فتح و نصرت سے جس کو چاہے مدد دیتا ہے، دیدۂ بینا رکھنے والوں کے لئے اس میں بڑا سبق پوشیدہ ہے۔" (آل عمران آیت ۱۳)

کیسے افسوس کی بات ہے کہ کوئی امریکہ کی بات ماننے کا مشورہ دیتا ہے اور کوئی روس کی بات ماننے کی۔ حد ہو گئی. کہ ہندوستان جس نے افغانستان کے مجاہدین کی ہمیشہ مخالفت کی۔ اس تک کی بات ماننے کو کہا جا رہا ہے۔ اور وہ صرف اس لئے کہ امریکہ اور روس عالمی سپر پاور ہیں اور ایشیا میں ہندوستان سپر پاور ہے۔

ہمارے ایمان کی پستی کا اب یہ عالم ہو گیا کہ مسلمان، مسلمان کو کفار و مشرکین سے ڈرائے۔ کیا ہم اب بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم میں جرأت ایمانی رمق بھر بھی باقی رہ گئی ہے؟ واضح رہے کہ مسلمان کا وجود ایمان کے بغیر کبھی قائم نہیں رہ سکتا ہے۔

افسوس کا مقام ہے کہ جو کچھ ہمارے مجاہدین بھائیوں نے تیرہ لاکھ مجاہدین کی قربانیوں اور پچاس لاکھ مہاجرین کی بربادیوں سے خالص جہاد کے ذریعے حاصل کیا ہے۔ اسے ضائع کر دینے کا مشورہ کچھ نام نہاد لیڈر محض سپر پاور کے خوف سے یا اُن کی خوشنودی کی خاطر ہم پاکستانیوں اور حکومتِ پاکستان کو دیتے رہتے ہیں۔ ہمیں اُمید ہے۔ کہ جن مجاہدین نے ایسا عظیم اور جرأت مندانہ جہاد کیا اور کامیابیاں حاصل کیں وہ کسی طور جہاد کے اثرات کو ضائع نہیں ہونے دینگے وہ بزدلی کے کسی بھی مشورے پر

کان نہیں دھریں گے۔

حکومتِ پاکستان کو چاہیئے۔ کہ وہ ایمانی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجاہدین کا پورا پورا اور آخری وقت تک ساتھ دے۔ اللہ ان مجاہدین کے ساتھ ہے اور وہ اُن لوگوں کے ساتھ بھی ہو گا۔ جو مجاہدین کے ساتھ ہوں گے۔ کیا اللہ اپنے بندے کی مدد کے لئے کافی نہیں ہے؟ وہ ہے اور یقیناً ہے۔

مجاہدین کی افغانستان میں حکومت قائم ہو جانے سے پاکستان کی شمال مغربی سرحدیں محفوظ اور مامون ہو جائینگی۔ اور ہمیں چین کی رفاقت بھی حاصل رہے گی۔ اسی طرح ہم اپنا دفاع مستحکم کر سکیں گے یہ تو ہیں دنیوی فوائد۔ دینی فوائد الگ بے شمار ہوں گے جو محتاجِ بیان نہیں۔

پوری تاریخ اسلام میں کسی غیر اللہ سپر پاور کا کوئی تصور نہیں ملتا ہے۔ واضح رہے کہ جہاد میں جو مجاہدین کا ساتھ کسی بھی مرحلے میں چھوڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام نیک اعمال ضبط کر لیتا ہے۔ ہمیں ہر حال میں مجاہدین کا ساتھ دینا چاہیئے اور سپر پاور کا کافرانہ خیال دل سے محو کرتے ہوئے مجاہدین سے وابستگی قائم رکھنی چاہیئے۔ یہی تاریخ کی شہادت ہے اور یہی تاریخ کا فیصلہ ہے۔

زندگی جہاد کے لیے ایک
مسلمان کا شعار ہے

روسی فوجوں کے مکمل انخلاء کے بغیر امن کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ استاد

۲۰ جون ۱۹۸۸ء کو جمعیت اسلامی افغانستان کے ایڈوائزری بورڈ کے زیر اہتمام ایک پریس کانفرنس منعقد ہوئی جس میں علمائے کرام، دانشمند اور مجاہد کمانڈروں کے علاوہ پاکستانی صحافی حضرات نے بھی شرکت کی۔ جمعیت اسلامی افغانستان کے عالی قدر امیر جناب پروفیسر برہان الدین (ربانی) نے افغانستان کے جہاد اور جنیوا معاہدہ کے متعلق رونما ہونے والے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و تقدیس بیان کرنے کے بعد جمعیت اسلامی افغانستان کے امیر جناب پروفیسر برہان الدین ربانی نے فرمایا۔

اگر روس اپنی فوجیں بحفاظت افغانستان سے نکالنا چاہتا ہے۔ تو روسی حکومت کو چاہیئے کہ وہ مجاہدین سے براہ راست بات چیت کرے۔ بصورت دیگر روسی فوجوں کی افغانستان سے مکمل انخلاء کے بغیر امن کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ انہوں نے جیالے مجاہدوں کی بڑھتی ہوئی پیش قدمی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: موجودہ حالات میں افغان جہاد ایک اہم موڑ میں داخل ہو چکا ہے اور روسی فوجوں کی واپسی کے اعلان کے بعد مجاہدین کی کامیابی میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

گزشتہ چند ہفتوں کے دوران مجاہدین نے (۱۵۰) فوجی چوکیوں اور حفاظتی چوکیوں پر قبضہ کیا ہے۔ جس سے کابل فوج کے گرتے ہوئے حوصلوں کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ مجاہدین جہاد کے ساتھ ساتھ تنظیمی اور سیاسی کام بھی کر رہے ہیں۔ شمالی افغانستان میں اٹھارہ صوبوں کے مجاہد کمانڈروں کا اجلاس احمد شاہ مسعود کی صدارت میں ہوا۔ جس میں اہم فیصلے کیے گئے جب کہ صوبہ لوگر میں ڈاکٹر فضل اللہ کی قیادت میں مجاہد کمانڈروں کا ایک بڑا اجتماع بھی ہوا۔ اس طرح عنقریب ایک اور اجلاس ہوگا افغانستان کی مکمل آزادی کے لیے مجاہدین کے درمیان رابطہ مضبوط ہو رہا ہے اور گزشتہ روز عبوری کابینہ کے اعلان کے بعد دشمن کے تمام مفروضے غلط ثابت ہوئے۔ یعنی یہ کہ مجاہدین متحد ہو ہی نہیں سکتے۔

پروفیسر ربانی نے واضح الفاظ میں کہا کہ روس افغانستان سے واپسی میں مخلص نہیں۔ کیونکہ روسی فضائیہ جوں کی توں افغان علاقوں پر بمباری کر رہی ہے انہوں نے ڈیگو کارڈوویز کے حالیہ مشن پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا، کارڈویز نے افغانستان میں نئی حکومت کے قیام کے لئے جو تگ و دو شروع کر رکھی ہے وہ بے کار ہے۔ کیونکہ انہوں نے ایک سنہرا موقع گنوا دیا ہے۔ اور اب کافی دیر ہوئی ہے کیونکہ

اب افغان مجاہدین اپنی عبوری حکومت تشکیل دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

روسی وزارت خارجہ اور میخائل گورباچوف کی جانب سے پاکستان کو دھمکیاں دینے کے بارے میں انہوں نے فرمایا: ان دھمکیوں سے روس کے جارحانہ عزائم کا اظہار ہوتا ہے روس نے جینوا معاہدے سے جو توقعات وابستہ کی تھیں وہ پوری نہیں ہوئیں اور افغان عوام روسی فوجوں کی واپسی اور نجیب حکومت کے خاتمے تک ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہیں۔

افغان مسئلے کے بارے میں بھارتی وزیراعظم راجیو گاندھی کے بیانات پر تبصرہ کرتے ہوئے جمعیت اسلامی افغانستان کے سربراہ نے فرمایا۔ راجیو گاندھی کو افغان عوام کی قوت ارادی کا اندازہ نہیں۔ اس لئے وہ اس مسئلے کو سطحی طور پر لے رہے ہیں۔ راجیو گاندھی کا یہ خدشہ غلط ہے کہ افغانستان میں افغان عوام کی مرضی کے مطابق حکومت کے قیام سے علاقے میں امن کو خطرہ ہوگا۔

انہوں نے واضح کیا کہ در اصل امن کو خطرہ افغانستان میں روسی مداخلت اور سری لنکا، سیاچین اور آزاد کشمیر میں بھارت کے جارحانہ عزائم کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔

جمعیت اسلامی افغانستان کے امیر نے کہا۔ افغان مجاہدین اپنے ملک کو امن دوستی، بھائی چارے اور علم و دانش کا مرکز بنانا چاہتے ہیں۔

پروفیسر برہان الدین ربانی اپنے اختتامیہ خطاب میں فرمایا؛

کابل حکومت افغانستان میں اپنی ساکھ کو بچانے کے لیے اقوام متحدہ کے نمائندوں کو نقصان پہنچا کر اس کی تمام تر ذمہ داری مجاہدین کے سر ڈالنا چاہتی ہے۔ لیکن ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ مجاہدین اقوام متحدہ کے ہر فرد کو اپنا مہمان سمجھتے ہیں اور مہمان کو نقصان پہنچانا افغانوں کے مذہب اور روایات دونوں کے خلاف ہے۔

بقیہ: تابناک جدوجہد

تھی۔ گذشتہ ساڑھے آٹھ سالوں کے دوران بارہ لاکھ افغان عوام و مجاہدین نے اپنی جانوں کی قربانی پیش کی۔ ہزاروں عورتیں بیوہ ہوگئیں۔ لاکھوں بچوں کو یتیمی کا داغ ملا ان کے گھر بار املاک، غرض کہ ہر شے تباہی کا شکار ہوگئی۔ لاکھوں افغان عوام کو اس دور میں اپنے گھر سے دور دیار غیر میں پناہ لینے پر مجبور ہونا پڑا۔ پاکستان کے عوام اپنے افغان بھائیوں کے ساتھ صدیوں سے دینی اور ثقافتی رشتوں میں منسلک ہیں۔ وہ ان سے بے پناہ محبت اور ہمدردی رکھتے ہیں۔ افغان عوام کے جہاد کا پس منظر ان پر بالکل واضح ہے۔ اس لئے مصیبت کی اس گھڑی میں انہوں نے افغان عوام کا بھرپور ساتھ دیا۔ اسلام کا ایک مضبوط قلعہ ہونے کے ناطے پاکستان افغان مہاجرین کے لئے جائے پناہ بنا۔ افغان مہاجرین کے واسطے سخنے درمے امداد کی گئی افغان مجاہدین کی قربانیاں رنگ لائی ہیں اور روس جب افغان عوام پر بالادستی قائم نہ کر سکا تو اس نے اپنی بچی کھچی فوج کو واپس بلانے کا فیصلہ کر لیا۔

کابل کی کٹھ پتلی حکومت کے لیے تاریخ کا فیصلہ ہے وہ نیست و نابود ہونے سے بچ نہیں سکتی اسے روس کی جدید ترین ہتھیاروں سے لیس فوج تحفظ نہ دے سکی تو اب کون اس کا سہارا بنے گا۔

مجاہدین کامیابی کی منزل کی جانب گامزن ہیں۔ ان کا راستہ اب وہ ہزاروں روسی میزائل اور ایک ارب ڈالر کا اسلحہ بھی نہیں روک سکتا جو روسی فوج اپنے پیچھے افغانستان میں چھوڑ کر جا رہی ہے۔ یقیناً وہ دن اب بہت قریب ہیں جب افغان مجاہدین افغانستان میں ایک حقیقی اسلامی حکومت کے قیام کے خواب کو تعبیر کی شکل دیں گے اور پھر افغان عوام بھی باعزت اور باوقار انداز میں اپنے وطن واپس لوٹ جائینگے اور وہ ایک خوشحال، پرامن اور غیر جانبدار وطن کی تعمیر میں مصروف ہو جائیں گے۔ (بشکریہ جنگ)

"ہمارے جہاد کی کامیابی اب انشاء اللہ قریب تر ہے اور انشاء اللہ بہت جلد ہم اپنی منزل کو سر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

پروفیسر برہان الدین ربانی

افغانستان میں اسلامی حکومت کا قیام ناگزیر ہے

بھلا ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کے اُس المیہ کو کون بُھلا سکتا ہے جس طرح افغانستان میں عالم انسانیت اور خاص طور پر عالم اسلام کے شقی القلب اور سفاک دشمن روسیوں نے اپنی طاغوتی اور شیطانی طاقت کے بل بوتے پر نہتے مگر جیالے محب وطن اور اسلام کے شیدائی افغان مجاہد عوام کی اسلامی تحریک کو کچلنے کے لئے براہِ راست فوجی مداخلت کا مرتکب ہوا اور اس طرح اپنے لئے ابدی ذلت اور رسوائی کا سامان خود پیدا کیا۔

وہ دن مجھے اچھی طرح یاد ہے جس دن ہمارے حسین، سبزہ زار، گل پوش وادیوں، خوبصورت اور دیدہ زیب شہروں اور برف سے ڈھکے ہوئے فلک بوس کہساروں کی سرزمین ماضی کی طرح اپنے سینے میں حریت کی داستانیں سموئے ہوئی تھی، سرخ استعمار کی افواج جدید اور مہلک ہتھیاروں سے لیس زمینی اور فضائی راستوں سے افغانستان میں داخل ہو گئیں اور بغیر دم لئے لمبے لمبے قافلوں کی شکل جن میں مارٹر گن توپیں، ٹینک آرمڈ اور بکتر بند گاڑیاں وغیرہ نمائش کے طور پر ملک کے گوشے گوشے میں پھیرائے گئے اور فضاء میں روسی جنگی جہازوں کے جھنڈ اپنی جنگی صلاحیتوں کے مظاہرہ کرتے ہوئے زمینی قافلوں کی مدد کر رہے تھے ان سبھی نمائشی اور جنگی مشقوں کا مقصد افغان نہتے مگر جری، حریت پسند اور شہادت کے شیدائیوں کے جذبۂ حریت کو کچلنے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ شاید ان کا خیال تھا کہ وہ اپنی ان شیطانی قوت کا مظاہرہ کر کے افغان عوام کے کھولتے ہوئے لہو کو سرد اور ان کی چلائی گئی اسلامی تحریک کو ہمیشہ کے لئے کچل دیں گے۔

مگر ان کا یہ خیال برعکس ثابت ہوا۔ ایک مشہور کہاوت ہے کہ: "جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے" یہ مادہ پرست قوتیں بھول چکی ہیں کہ دنیا میں اسلام مٹنے کے لئے نہیں آیا وہ تو صفحۂ ہستی سے مادہ پرست اور دہری قوتوں کا خاتمہ کرنے کے لئے آیا ہے۔

ہماری تاریخ گواہ ہے کہ گذشتہ دس برسوں سے ہمارے جیالے اور سربکف مجاہد اللہ تعالٰی کی رسی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے نہایت صبر، استقامت اور مردانگی سے اپنے دین اور وطن کے دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ہمارے سرفروش مجاہد دشمنوں کے آتش فشاں اسلحوں کے سامنے اپنا سینہ تانے ہوئے ہیں۔ لیکن خداوند تعالٰی کے فضل و کرم سے ہمارا دشمن جنگی محاذ پر تو کیا سیاسی محاذ پر بھی ہم سے بری طرح شکست کھا چکا ہے۔

تمام دنیا افغانستان کی سیاسی اور جغرافیائی تاریخ سے بخوبی واقف ہے۔ کوئی بھی برصغیر ایشیا اور خاص

طور پر افغانستان کی تاریخ کا بغور مطالعہ کرے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ افغانستان کی سرزمین ماضی میں بھی بیرونی حملہ آوروں کی جنگوں کا مرکز بنی رہی ہے۔ افغانستان کی تاریخ افغان سرفروشوں کی قربانیوں اور شہادتوں کی تاریخ ہے۔ ہر دور میں افغان مجاہد عوام نے اپنے مادر وطن کی حفاظت اور اپنے سچے دین مبین اسلام کی بقاء کے لئے۔ بیرونی حملہ آوروں کے چھکے چھڑا دیئے ہیں اور ان پر اپنی دھاک بٹھا دی ہے ہمت نہ ہاری۔ انہوں نے جتنا دبایا مجاہد اتنے ہی ابھرے اور ایک مضبوط چٹان کی طرح سامنے آئے۔ آج بالکل اسی طرح ایک بار پھر افغانستان کے باسیوں نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر دنیا کی مانی ہوئی طاقت روس اور ان کے حواریوں کو میدان جہاد میں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر کے اُن سے اپنی غیرت اور شجاعت کا لوہا منوا لیا ہے۔

ہاں! اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ روسیوں کی ننگی جارحیت کے باعث افغانستان کا ۹۵ فیصد علاقہ مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ آبادی کا ایک تہائی حصّہ روسیوں کے ظلم و تشدد کی وجہ سے اپنا گھر بار چھوڑ کر ہمسایہ ملکوں میں پناہ لینے پر مجبور ہوگیا۔ دینی مدارس، مساجد، کھیت و کلیانوں کو اپنے منصوبوں کے تحت دیدہ دانستہ نذر آتش کر دیا۔ ان سبھی مظالم کو سہتے ہوئے ہمارے مجاہدوں نے بھی ہمارے ملک کا چپہ چپہ حق اور باطل کے درمیان جاری لڑائیوں کا آئینہ دار ہے۔ ہمارے مادر وطن کے پر رونق بازار، خوبصورت شہر وحشی کی وحشیانہ بمباری کے نتیجے میں ملبے کے ڈھیر اور کھنڈرات بن گئے ہیں لیکن آج بھی یہی کھنڈرات اپنی تہذیب اور تمدن کی عکاسی کر رہے ہیں۔ ان

مصائب کے بعد راحت، اور
اندھیروں کے بعد روشنی کا آنا
ایک حقیقت ہے۔
"استاد ربانی"

تباہ شدہ علاقوں کو دیکھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور تماشائی بے اختیار کہہ دیتے ہیں کہ یہ سب کچھ کسی تہذیب کی نشاندہی کرتے ہیں۔ آپ افغانستان کے کسی بھی گوشے میں چلے جائیں۔ وہاں آپ کو تباہی ہی تباہی نظر آئے گی اور وہاں کا چپہ چپہ جو کبھی خوشی کے گیتوں میں مصروف ہوا کرتا تھا۔ آج وہی افغانستان نالہ کناں ہے جہاں پہلے رونق تھی، چہل پہل تھی آج وہاں خاموشی اور سناٹا چھایا ہوا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے یہ زمین اور آسمان کسی سماوی آفت کے ہاتھوں آہ و بکا کرتے ہیں ہمارا دشمن تو چاہتا تھا کہ افغانستان کو بھی روسی ترکستان جیسا اپنا جزء قلمرو بنالے۔ اُسے اپنی شیطانی طاقت پر فخر تھا۔ لیکن ہمارے جیالے مجاہدوں کو اپنی ایمانی طاقت پر پورا پورا بھروسہ تھا۔ دشمن باطل کے راستے پر گامزن تھا۔ جبکہ ہم حق کے راستے پر گامزن تھے اور حق کا بول ہمیشہ بالا رہتا ہے۔

اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ ایک بڑا ملک چھوٹے ملک پر قبضہ تو جما سکتا ہے۔ لیکن مقبوضہ علاقے میں وہ چین کی نیند ہرگز نہیں سو سکتا۔ اس کے ضمیر میں ہمیشہ خلش رہتی ہے۔ وہ مقبوضہ علاقے کے باہمت عوام کو اپنا غلام نہیں بنا سکتا۔ چنانچہ آج کے ایٹمی دور میں ہمارے جیالے مجاہدوں نے یہ ثابت کر دکھایا کہ روس نے افغانستان کو یکسر تباہ کر ڈالا مگر وہ افغان عوام کو اپنا تابع نہ کر سکا روسیوں نے افغانستان میں جو جنگ مسلط کر رکھی ہے اس جنگ کا جواب دینا ایک ضروری امر تھا، چنانچہ ہمارے جیالے مجاہدوں نے اپنے ناقابل تسخیر عزم و ارادوں کے جذبوں کے تحت گذشتہ دس برسوں میں طاغوتی طاقت کا بھرپور

مقابلہ کر کے کرملین کی اینٹ کو اینٹ سے بجا دیا اور اس طرح ان کا بھرم کھول دیا۔ روس جن زنجیروں میں ہمیں جکڑنا چاہتا تھا، خود ان کے اپنے پاؤں میں پڑیں۔ اگر واقعتاً روس افغانستان سے اپنی فوجیں واپس بلانے میں مخلص ہوتا۔ تو اسے چاہیئے تھا کہ وہ ہمارے مجاہد رہنماؤں کے ساتھ اس اہم مسئلے کو سلجھانے میں صلاح مشورے سے کام لیتا اور ہمارے جائز حقوق کو تسلیم کر کے اپنی فوجوں کو اطمینان کے ساتھ نکال لیتا اور اس طرح ان کی کی گئی دونوں غلطیوں کا بخوبی ازالہ ہو جاتا۔ مگر روسیوں نے ہٹ دھرمی سے کام لیا۔ جس کا خمیازہ آج اسے بھگتنا پڑ رہا ہے۔

اگر افغان مسئلے پر کوئی سمجھوتہ طے پانا ہی تھا۔ تو افغان مجاہد رہنماؤں سے صلاح و مشورہ کرنے میں کیا حرج تھا جس سے انہوں نے اجتناب کیا۔ یہ مسئلہ ہمارا ہے اور ہم ہی اسے حل کرنے کے مجاز ہیں کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ہمارے ذاتی معاملوں میں دخل دے لاکھوں شہیدوں کا نذرانہ ہم نے دیا۔ آذیتیں اور ظلم و ستم ہم نے سہے، کھلے آسمان تلے دشت سوزاں میں سردی و گرمی کی پرواہ کئے بغیر ہجرت کے ایام کاٹے پھر کسی کو کیا حق ہے کہ وہ ہمارے مستقبل کا فیصلہ کرے اور ہمیں اس سمجھوتے کا پابند بنائیں۔

کمیونسٹ اسلام کے ازلی اور ابدی دشمن ہیں۔ اسلام ان کی نگاہوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم نام نہاد جنیوا معاہدے کے تحت اپنے قاتلوں سے کوئی گٹھ جوڑ کر لیں۔ روس جیسے سفاک دشمنوں کو معاف کرنا ہماری روایت کے منافی ہے۔ جنیوا معاہدہ دراصل ایک دھوکا اور فریب ہے۔ یہ سمجھوتہ ہمارے امنگوں اور آرزوں کے برعکس ہے اس لئے ہم نے اسے ابتدا ہی سے ایک سازش سمجھ کر مسترد کر دیا ہے۔ کوئی بھی طاقت ہمارے جہاد کو ہائی جیک نہیں کر سکتی اور ہمیں جنیوا معاہدے کا پابند نہیں بنا سکتی کیونکہ یہ معاہدہ ہماری مرضی کے خلاف طے پایا ہے۔ یہ مسئلہ دو صورتوں میں حل ہو سکتا ہے پہلے یہ کہ روس متجاوز اور افغان مجاہد رہنماؤں کے درمیان افہام و تفہیم ہو اگر یہ ناممکن ہے۔ تو پھر دوسرا طریقہ تو وہی میدان جہاد ہے۔ اگر کوئی اس فکر میں ہو کہ جنیوا معاہدے کے تحت افغان مجاہدین اپنا اسلحہ رکھ دیں گے۔ جنگ کا خاتمہ ہو جائیگا نجیب انتظامیہ کما فی السابق بحال ہوگا اور افغان مہاجرین جوق در جوق اپنے وطن لوٹ جائیں گے۔ تو یہ خیال است محال است و جنون، ہمارا جہادی مشن اس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک افغانستان سے کمیونسٹوں کا صفایا نہیں ہو جاتا اور وہاں ایک اسلامی حکومت قائم نہیں ہوتی۔

آج کل یہ سننے میں آ رہا ہے کہ جنیوا معاہدے کے آڑ میں افغانستان میں وسیع تر بنیادوں پر ایک عبوری حکومت تشکیل دی جائے گی۔ جس میں سبھی مکتب فکر کے نمائندے شامل ہوں گے۔ یعنی کمیونسٹوں کو بھی شریک کیا جائے گا۔ کمیونسٹ یعنی بیسویں صدی کے کرائے کے ٹٹو، جلاد اور اجرتی قاتل، ہم اپنے پندرہ لاکھ شہیدوں کے قاتلوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر نتیجے میں ایک عبوری حکومت بنا کر آخر ان شہیدوں کو قیامت کے روز کیا جواب دیں گے؟۔

افغانستان میں صرف ایک ہی حکومت چل سکتی ہے اور وہ ہے اسلامی حکومت اور بس۔ یہ بات بھی سننے میں آ رہی ہے کہ افغان مسئلہ تو جنیوا معاہدے کے تحت حل ہو چکا ہے۔ افغان مہاجرین اپنے وطن کیوں نہیں جاتے؟ افغانستان میں جنگ کیوں جاری ہے؟

افغان مجاہدین

قیوم نظر

تم نے اپنے خونِ نابِ قلب سے
کوہساروں، برف زاروں کو مثالِ لالہ رنگین کیا
ہر بلند پست کی رگ رگ میں
جس سے رچ گیا ــــــــ
حق کی خاطر سر بکف رہنے کا ایسا عزم ــــــــ
جس سے زندگی کے روز و شب میں
کربلا ایسی فضا !

تم نے توڑا !
دین کی حرمت ، وطن کے نام پر
غیر متزلزل یقین کی گرم آہنگی سے
یخ بستہ ہواؤں کے جلو میں
دم بہ دم بڑھتا ہوا
سرخ صبحوں کا طلسم
سرخ صبحوں کا طلسم زہرناک
جس کی الشان دوستی کے بھیس میں
جا بجا پھیلی ہیں انسان دشمنی کی تلخیاں
جس کے استبداد سے الحاد ہی پائے امان

تم امامِ اعظم و سید علی عثمان ، ہجویری
سنائی ، بوعلی سینا ، جمال الدین افغانی کی نسبت
سے بھی گو تھے منفرد
تم نے لیکن اب کے پایا ہے
شہادت کا وہ رازِ جاوِدان
جس سے تابندہ رہیں گے تا قیامت
یہ زمین یہ آسماں .

میرے خیال اس قسم کی باتیں کرنے والے لوگ یا تو افغانستان کی صورتِ حال سے بالکل بے خبر ہیں یا پھر اپنے مذموم عزائم کے آڑ میں افغان مہاجرین اور ہمارے انصار بھائیوں کے درمیان اختلاف پھیلانا چاہتے ہیں اگر جنیوا معاہدہ ہماری مرضی کے مطابق طے پاتا تو ہم اصولاً اس کے پابند ہوتے اور کسی کو ہرزہ سرائی کا موقع نہ دیتے. اب جبکہ جنیوا معاہدہ ہماری مرضی کے خلاف طے پایا ہے تو کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ ہمیں ہمارے جہادی مشن سے روکے

آج روس افغانستان سے جو اپنی فوجیں بلا رہا ہے وہ کسی معاہدے کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ جاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ روسی افواج مجاہدین سے شکست کھا کر بھاگ رہے ہیں کہاں روس کی وہ یلغار اور کہاں اس کی یہ شکست، ذلت، رسوائی اور پسپائی. اگر روسیوں کو افغانستان میں اپنی کامیابی کی معمولی سی امید کی کرن بھی دکھائی دیتی تو وہ ہرگز افغانستان چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوتے.

آج بھی روسیوں کے لئے ایک سنہرا موقع ہے کہ وہ اصل حقائق کو پیش نظر رکھیں اور فوراً سر جوڑ کر ہمارے مجاہد راہنماؤں سے بات چیت کریں. نجیب کی پشت پناہی اور اس کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں تو ان کے لئے بہتر ہوگا. اگر وہ اس خیال میں ہو کہ آخر کار افغان مجاہدین کو جنیوا معاہدہ قبول کرنا ہوگا تو یہ بات بعید از امکان ہے. جنیوا معاہدہ کسی بھی صورت میں ہمارے مستقبل کا فیصلہ نہیں. اس سوال کے جواب میں کہ افغانستان میں جنگ کیوں جاری ہے جواب یہ ہے کہ یہ معاہدہ یکطرفہ طے پایا ہے. اس میں جنگ کے خاتمے کی کوئی وضاحت نہیں اس لئے جنگ مجاہدین اور کمیونسٹوں کے درمیان جاری ہے اور جاری رہے گی، ہمیں امید ہے کہ افغانستان میں مکمل اسلامی نظام حکومت کے قیام کی منزل قریب آ چکی ہے اور فتح ہماری ہی ہوگی.

عطاء الحق قاسمی

افغانوں کے لیے

جن سینوں میں تیر ترازو، ان کی مدحت لکھیں
جن ہاتھوں میں تیر و کماں، ہم ان کی مذمت لکھیں
جن ہونٹوں پر آزادی کے حرفوں والے گیت
چومیں اُن ہونٹوں کو، اُن حرفوں کی حرمت لکھیں
جن کا مرنا ہم جیسوں کے جینے سے ہے بہتر
لوحِ دل پر اُن کے لئے ہم حرفِ محبت لکھیں
صحرا صحرا ہم پڑھیں اُن کے جذبوں کی تحریر
اُن کے عزم کی رفعت کو ہم پربت پربت لکھیں
جن کے سروں پر کالی کملی والے کا ہے سایہ
ان کمزور نہتے انسانوں کی طاقت لکھیں

جناب محمود علی صاحب

فلسطین جنگ کا مسئلہ ہے

گذشتہ چھ مہینے سے مقبوضہ عرب علاقوں میں فلسطین کے باشندے اسرائیلی ظلم و ستم کا تسلسل سے نشانہ بن رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے مذہبی تہوار بھی نہیں منا سکتے اور نہ ہی مذہبی فرائض ادا کر سکتے ہیں۔ عید الفطر کے دن بھی اسرائیلی وحشیوں نے نہتے فلسطینی عوام کو بربریت کا نشانہ بنایا۔ فلسطینیوں کے خلاف اسرائیل کی وحشیانہ کارروائیاں نئی بات نہیں۔ لیکن موجودہ صورتِ حال میں فلسطینی عوام کی حریت پسندی اور مزاحمت اپنی جدوجہد آزادی کا نیا باب لکھ رہی ہے۔ اپنے آبائی وطن اور بیروت سے زخمی حالت میں اخراج کے بعد بے سرو سامانی کے عالم میں اسرائیلی ظلم و تشدد کا مقابلہ کرنا معمولی بات نہیں ان کے سینے گولیوں سے چھلنی ہو رہے ہیں۔ گھر بار، بار بار اُجڑ رہے ہیں۔ اور اس کے لئے اسلحہ اور بارود وہ ممالک فراہم کر رہے ہیں جو ساری دنیا میں انسانی حقوق کی سربلندی کے علمبردار بنے ہوئے ہیں۔ انسانیت دوستی کے نام پر ہی ان طاقتوں نے فلسطینیوں کو اپنے ہی گھر سے بے دخل کر کے اسرائیلی ناسور کو جنم دیا تھا۔ دریائے اردن کا مغربی کنارہ فلسطینیوں کے لئے بدترین عقوبت بن گیا ہے۔ جہاں شدید گرم موسم میں اٹھائیس اٹھائیس افراد کو چھوٹے چھوٹے کیمپوں میں رکھا گیا ہے اور انہیں ایک دوسرے سے بات تک کرنے کی بھی اجازت نہیں حقیقت یہ ہے کہ مٹھی بھر یہودیوں کو براعظم امریکہ، براعظم آسٹریلیا یا دنیا کے کسی بھی حصے میں آباد کیا جا سکتا تھا۔ لیکن انہیں طاقت کے بل بوتے پر عرب علاقے میں آباد کیا گیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد بڑی اور استعماری قوتوں نے محسوس کر لیا تھا۔ کہ تیل کی دولت سے مالا مال عرب ممالک کسی وقت بھی متحد ہو کر ایک بڑی طاقت بن سکتے ہیں۔ جس کے ہاتھ میں عالمی معیشت کی باگ ڈور اور سیاست کا توازن اقتدار ہوگا۔ اس لئے اسرائیلی ریاست کے قیام کے منصوبے پر عمل

کیا گیا۔ تاکہ اس بہانے سے عرب علاقے میں پاؤں جمائے جائیں۔ مداخلت کا جواز پیدا کیا جائے اور عرب ملکوں کو مسلسل اعصابی اور حربی جنگ میں الجھا دیا جائے۔ یہی وہ طریقہ تھا جس کے ذریعے عربوں کی متوقع طاقت کے اجتماع کو روکا جا سکتا تھا۔ میدانِ جنگ میں عرب قوت اور اتحاد کو مفلوج کرنے کے یہودیوں کے لئے ایک مملکت وجود میں لائی گئی۔ یہ موقف اختیار کیا گیا کہ یہودی بھی انسان ہیں ایک قوم ہیں۔ انہیں بھی زندہ رہنے کا حق حاصل ہے۔ اس مقصد کے لئے تاریخی حوالوں سے بھی کام لیا گیا۔

لیکن اس حقیقت کو بڑی ڈھٹائی سے نظر انداز کر دیا گیا۔ کہ فلسطینی بھی انسان ہیں۔ انہیں بھی ایک آزاد اور خود مختار قوم کی حیثیت حاصل ہے بڑی بڑی طاقتوں نے اپنے مفادات کے لئے تمام انسانی قدروں کو پامال کرتے ہوئے ایک آباد قوم کو اس لئے اُجاڑ دیا۔ کہ دوسری قوم کو اس کی جگہ بسایا جائے۔ اسرائیل کا بیج بونے والوں نے عسکری قوت کے بل بوتے پر یہودی ریاست کی جغرافیائی سرحدوں کا قیام اور اس میں توسیع اس طریقے سے کی کہ آج عالمی نقشے پر صیہونی ریاست ایک خنجر کی شکل میں عرب علاقوں میں پیوست ہے۔ صرف یہی نہیں۔ اس خطے کو ہر لحاظ سے انتشار اور افتراق کا مرکز بنانے کے لئے جمہوری اور عوامی تحریکوں کی مخالفت کی گئی اور غیر نمائندہ اور غیر جمہوری قوتوں کو مضبوط بنایا گیا سُپر پاورز جانتی تھی کہ جمہوری اور عوامی حکومتوں کے قیام کا مطلب استعماری قوتوں کا اس علاقے سے انخلاء اور اسرائیل کے ناپاک وجود کا خاتمہ ہے۔ ان کی سوچ اور اندازے غلط نہیں تھے۔ جونہی مصر میں جنرل نجیب نے شاہ فاروق کا تختہ الٹا اور جمال عبدالناصر برسر اقتدار آئے۔ عرب عوامی قوتیں، توسیع پسند طاقتیں اسرائیل کے خلاف متحرک و متحد ہوگئیں۔ نہر سویز کا بحران پیدا ہوا۔ تو پورا مصر صدر ناصر کی قیادت میں اُٹھ کھڑا ہوا، قومی یکجہتی کے جذبے سے سرشار عوام بڑی طاقتوں سے ٹکرا گئے۔ اس موقع پر سوویت یونین نے مغربی طاقتوں کے مقابلے میں مصر کی حمایت کا اعلان کیا یوں مغربی ممالک اپنی فوجی قوت اور مداخلت کے باوجود پسپا ہونے پر مجبور ہوگئے۔ سوویت یونین کی حمایت سے مصر کو سیاسی محاذ پر وقتی فائدہ ضرور ہوا۔ لیکن سوویت یونین اسرائیل کے وجود کو قائم رکھنے کے موقف سے منحرف نہیں ہوا۔ نہر سویز کے بحران میں کامیابی کے بعد جمال عبدالناصر ایک انتہائی قد آور شخصیت بن گیا وہ عربوں کی امیدوں کا مرکز اور مغربی ملکوں کی نفرت کا ہدف تھا۔ عرب بیدار ہو رہا تھا اور اسرائیل اور اس کے اتحادیوں بلکہ سرپرستوں کے اعصاب ٹوٹ رہے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ناصر کی شخصیت کا طلسم توڑ کر عربوں کو مایوسی کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک دیا جائے۔

چنانچہ جائز و ناجائز تمام حربے استعمال کر کے مصر کے اہم کلیدی عہدوں ذہنی اور عملی طور پر مفلوج کر دیا گیا اور جون ۱۹۶۷ء کی جنگ نے سویز کی شکست کا بدلہ چکا دیا۔ عظیم ناصر کی عظیم قوت نیم مردہ ہوگئی۔

عراق میں کریم عبدالقاسم بادشاہت کے خاتمے کے بعد برسر اقتدار آیا۔ تو مختصر عرصے کے بعد اسے بھی سیاسی آزادی کی خواہش کا مزہ چکھنا پڑا اسے عراقی فوج نے ہی بے پناہ تشدد کے ذریعے مار ڈالا۔ الجزائر میں فرانسیسی نوآبادی نظام کے خلاف جدوجہد آزادی کو کامیابی سے ہمکنار کرنے والا بن بیلا اقتدار میں آنے کے بعد بڑی طاقتوں کی زنجیریں کاٹنے کی باتیں کرنے لگا۔ تو مغربی ملکوں کے ایوانوں میں بھونچال آگیا۔ بن بیلا کو عین اس وقت اقتدار سے محروم ہونا پڑا جب وہ عالمی سیاسی تاریخ کا ایک اہم فیصلہ کرنے کے لئے کانفرنس ہال کی طرف بڑھ رہے تھے۔

لیبیا کے شاہ ادریس نے عربوں کے

خلاف جنگ میں اسرائیلی طیاروں کو اڈے فراہم کئے۔ تو کرنل معمر قذافی نے اس کا تختہ اُلٹ دیا۔ معمر قذافی کا یہ جرم آج تک استعماری اور استحصالی قوتوں نے معاف نہیں کیا وہ ان کے نزدیک آج بھی قابل تعزیر ہے

ایران میں ڈاکٹر مصدق وزیر اعظم بنے۔ تو انہوں نے مغربی ملکوں کی بالادستی ختم کرنے کے لئے اقدامات شروع کئے لہٰذا شاہِ ایران ملک چھوڑ کر چلا گیا سرمایہ دار طاقتیں ایران کے تیل سے محروم ہونا نہیں چاہتی تھیں۔ اس لئے ایک اور منصوبے کے تحت ڈاکٹر مصدق کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا۔ شاہِ ایران کو واپس تختِ شاہی پر بٹھا دیا گیا۔ جس کے بدلے میں ایران نہ صرف خلیجی اور قریبی علاقوں میں مغربی طاقتوں کا ایجنٹ اور اڈہ بن گیا۔ بلکہ اس نے اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کر کے یہودی مشیروں کو اہم عہدوں پر فائز کر دیا۔ جون ۱۹۶۷ء کی جنگ نے اُردن کو اس کے وسیع اور سرسبز علاقے سے محروم کر دیا۔ اس لئے اسرائیل کی ایک دھمکی نے اُردن کے لہجے میں نیاز مندی کا عنصر غالب کر دیا۔ شام کے متعدد مقامات پر اسرائیلی قبضہ برقرار رہا اور اسرائیل نے براہ راست سرحد سے دور ہونے کے باوجود عراق پر بمباری کی اور اسے روکا نہیں جا سکا۔ اس جنگ نے فلسطینیوں کے لئے عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ اب انہیں یہ احساس ہو گیا کہ وہ صرف مسلسل اعصابی دباؤ کے ذریعے اسرائیل کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ اور اس کا طریقہ یہ تھا چھاپہ مار جنگ۔

یہ جنگ آج بھی جاری ہے۔ بیروت میں اپنوں سے پشت میں خنجر کا گھاؤ لگنے کے باوجود فلسطینی حریت پسند اپنے نصب العین کے حصول کے لئے اسرائیلی طاقت کے سامنے سینہ سپر ہیں۔ فلسطینیوں کے اپنے حمایتیوں اور اتحادیوں کے ہمت ہارنے کے باوجود حوصلے بلند ہیں کیمپ ڈیوڈ سمجھوتے کے ذریعے فلسطینی عوام کی آواز پر کاری ضرب لگائی گئی عرب قوم پھر انتشار کا شکار ہو گئی اور فلسطینی حریت پسند بھی مزید واضح دھڑوں میں تقسیم ہو گئے۔ بلکہ براہ راست اور بالواسطہ طور پر دوسری طاقتوں کے زیر اثر آ گئے یا دستِ نگر ہو گئے۔

فلسطینی عوام اپنے مادر وطن کی بازیابی کے لئے جنگ لڑ رہے ہیں۔ یہ جنگ جاری ہے اور انشاء اللہ فتح حاصل ہونے تک جاری رہے گی۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ یہ جنگ صرف فلسطینی یا عرب عوام تک محدود نہ کر دی جائے۔ اسلامی ملکوں کی تنظیم اور عرب سربراہ کانفرنس کی اہمیت اپنی جگہ۔ لیکن یہ دونوں ادارے بے پناہ مادی اور افرادی وسائل رکھنے کے باوجود فلسطینیوں کو ان کے حق دلانے میں کامیاب نہیں ہو سکے، اگر فلسطین کشمیر اور ایری ٹیریا کا مسئلہ حل کرنا ہے تو عالم اسلام کو عربی عجمی کی تفریق سے باہر آنا ہو گا۔ وگرنہ صابرہ اور شتیلہ کی تاریخ دہرائی جاتی رہے گی۔ مسلمان ملکوں کی جغرافیائی حدود گھٹتی رہیں گی۔ وقت اور تاریخ عالم اسلام کو اتحاد کا سبق دے رہے ہیں، غزہ اور دریائے اردن کے کنارے آزادی کی جنگ لڑنے والے فلسطینیوں کی آواز بلند ہو رہی ہے۔ لیکن اس سے کہیں زیادہ اسرائیلی توپوں اور طیاروں کی گھن گرج ہے اور انسانی حقوق کے علمبردار اپنے کانوں میں مفادات کی روئی ٹھونس کر تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ حال سے ہم گزر رہے ہیں اور آنے والا ہر لمحہ ہم سے سوال کر رہا ہے۔ کہ کیا فلسطین صرف فلسطینی عوام کا مسئلہ ہے؟ کیا کشمیر صرف کشمیری اور پاکستانی عوام کا مسئلہ ہے؟

احمد حبیب قیصر، لاہور

افغانستان زندہ باد

اب دیکھ کدھر جاتا ہے تقدیر کا دھارا
حریت افغان کا روشن ہے ستارا

دنیا ہے تماشائی لبِ بام ابھی تک
اک کوہِ فلک بوس کو میدان میں مارا

کس قوم کو چھیڑا۔ کہ چھیڑا ہے قضا کو
محبوس ہے جس قوم میں آزادی کا تارا

تم ضربِ زبردست سے سر توڑ کے رکھ دو
افغان ہیں غیور۔ یہ محمود پکارا

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں
پہنائے گی افغان کو تاجِ سرِ دارا

یہ جنگ نہیں اِک کرشمہ ہے جنوں کا
بس! تیرِ نظر سے وہ گراتے ہیں طیارہ

مشرق میں ہوا معرکۂ دین و وطن پیش
مغرب نے وہاں اپنے درندوں کو ابھارا

افغان سے پیدا ہوتی عرب میں حرارت
اب دیکھ! اسرائیل کو بہہ نکلے گا پارہ

حق چھین لو آزادی کا تم جدوجہد سے
فلسطین کو افغان کا کافی ہے اشارہ

اللہ کو پامردئ مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

طاقت کا سرچشمہ تو خداوندِ خدا ہے
اک ایک مسلمان بھی دس دس پہ ہے بھارا

جینا ہے۔ تو جینا ہے خدا پاک کی خاطر
مرنا بھی تری راہ میں ہم کو ہے گوارا

ایران میں اسلام جہانگیر ہوا کل
گونجا ہے مگر آج نوا افغاں کا نعرہ

کچھ اور لگاؤ زور سے اِک ضربِ زبردست
ہم دیکھیں گے افغان کی نصرت کا نظارہ

یہ مردِ کہستان ہے فطرت کا نگہبان
ہر قوم پکارے گی کہ افغان ہمارا

آزادئ اقوام کا سرخیل ہے افغان
آزاد ہوا چاہے سمرقند و بخارا

اب ہندی مسلمان بھی بیدار ہوئے ہیں
وادی یہ ہماری ہے وہ صحرا بھی ہمارا

آزاد ہو تم کیسے جو ہیں قید پڑا ہوں
ہائے قبلۂ اول نے مسلمان کو پکارا

مومن ہو تو بے دست بھی لڑتا ہے سپاہی

(مجاہدین کے دیس افغانستان میں چند دن)

تحریر
ملک احمد سرور

حزب اسلامی حکمت یار گروپ کے "الفتح مرکز" کی مختلف چوکیاں دیکھنے کے بعد تیسرے دن ہم جمعیت اسلامی افغانستان اور محاذ ملی کے مراکز دیکھنے نکلے۔ میرے ساتھ ڈاکٹر محمد انیس صاحب تھے۔ الفتح مرکز کے قائم مقام کمانڈر ضابط عبید اللہ صاحب نے جمعیت اسلامی اور محاذ ملی کے کمانڈروں کے نام خطوط دیئے اور دو مجاہدین ہماری رہنمائی کے لئے ہمارے ساتھ بھیجے۔ ترجمان کے طور پر محمد ابوبکر صاحب تھے جو پشتو، فارسی اردو اور عربی زبانیں بڑی روانی سے بول لیتے ہیں۔ ہمیں بتایا گیا کہ جمعیت اسلامی کا مرکز دس منٹ کے فاصلے پر ہے۔ مگر پورے ایک گھنٹے بعد ہم جمعیت اسلامی کے مرکز "غنڈ حضرت علیؓ" پہنچے۔ وہاں جا کر علم ہوا کہ مرکز کے کمانڈر ڈگر وال شیر احمد صاحب پشاور گئے ہوئے ہیں۔ ہمارے پہنچتے ہی ایک مجاہد مرکز کے قائم مقام کمانڈر کو ہماری آمد کی خبر کرنے چلا گیا۔

پہاڑی سفر کرنے کے بعد میں تھک چکا تھا۔ ایک پتھر پر بیٹھ کر سامنے پہاڑوں کا نظارہ کرنے لگا۔ میرے سامنے جتنے بھی پہاڑ تھے وہ سب کے سب نیپام بموں سے جلا دیئے گئے تھے۔ راستے میں بھی ہم نے ایسے ہی نیپام بموں سے جلے ہوئے پہاڑ دیکھے تھے راستے میں بموں سے بنے ہوئے کنواں نما گڑھے "ان پھٹے بم اور روسی فوج کی تباہ شدہ گاڑیوں کا میلہ دیکھنے کے علاوہ روسی فوج کی چوکیوں کے کھنڈرات بھی دیکھے تھے۔ مجاہدین نے بتایا کہ اس علاقہ میں ان پہاڑوں پر چیڑ کے درختوں کے جنگلات تھے۔ روسیوں نے کیمیائی گیسوں اور نیپام بموں سے انہیں جلا دیا تاکہ مجاہدین ان جنگلات میں پناہ نہ لے سکیں۔

میرے سامنے پہاڑ کی چوٹی پر ایک طیارہ شکن گن لگی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ ایسی ہی کئی اور طیارہ شکن توپیں مختلف چوٹیوں پر دشمن کے طیاروں کو گرانے کے لئے نصب تھیں۔ یہاں مجاہدین کی رہائش گاہیں پتھر مٹی سے بنائے گئے کمروں اور پہاڑ کے اندر کھودی گئی غاروں پر مشتمل تھیں بعض جگہوں پر خیمے بھی لگے ہوئے تھے۔ سامنے میدان میں اسلحے کی باربرداری کے لئے خچر اور گھوڑے بھی بندھے ہوئے تھے۔ موسم بہت خوشگوار تھا اور دھوپ میں بیٹھنے کا بڑا لطف آ رہا تھا کہ ایک مجاہد نے آ کر کہا کہ قائم مقام کمانڈر کے کمرے میں اوپر تشریف لے آئیں۔ ضابط جانباز خاں جو بلوک خدمت پوسٹ" کے کمانڈر ہیں، نے کمرے میں ہمارا استقبال کیا۔ یہ درمیانے سائز کا کمرہ تھا۔ کمرے کی دیواروں پر حضرت عمر فاروقؓ حضرت سعدؓ، حسن البنا شہیدؒ اور میاں طفیل محمد کے جہاد کے بارے میں اقوال مختلف چارٹوں پر لکھ کر لٹکائے ہوئے تھے۔

ضابط جانباز خاں نے بتایا کہ اس مرکز سے مجاہدین اوسطاً پانچ دفعہ ہر ماہ روسیوں پر حملہ آور ہوتے ہیں مرکز پر مجاہدین کی اٹھارہ پوسٹیں اور چھ سو سے زیادہ مجاہدین ہیں۔ زازی چھاؤنی یہاں سے گیارہ کلومیٹر دور ہے اور چھاؤنی میں چار ہزار سے زیادہ روسی اور افغان فوج موجود ہے۔ انہوں نے بتایا کہ زازی چھاؤنی کے قریب ہمارا ایک اور مرکز "غنڈ الجہاد" ہے جہاں ایک ہزار کے قریب مجاہدین ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ تین دن پہلے دو افغان فوجی زازی چھاؤنی سے فرار ہو کر ہمارے پاس آئے تھے۔ ان فوجیوں نے بتایا کہ افغانستان سے روسی فوج کی واپسی کے اعلان پر روسی فوجی جہاں خوش ہیں وہاں وہ روس بحفاظت واپسی کے بارے میں بڑے فکر مند ہیں اور واپسی کے دوران مجاہدین کے ممکنہ حملوں سے بہت خوفزدہ ہیں۔ افغان فوج کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ روسی فوج کے جاتے ہی اس کی اکثریت مجاہدین سے آ ملے گی اور چھاؤنی پر مجاہدین کو قبضہ کرنے میں دیر نہیں لگے گی۔ (ہماری یہ گفتگو ۱۵ اپریل کو ہوئی تھی اور عید پر

زازی چھاؤنی پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا تھا اور اب یہ چھاؤنی مجاہدین کے قبضہ میں ہے۔ انہوں نے بات جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ اس مرکز سے اب تک پانچ کمانڈر اور پچیس مجاہدین مختلف معرکوں میں شہید ہو چکے ہیں اور پچھلے سال ایک لڑائی میں ہم نے پچیس روسیوں کو پکڑا تھا۔

گفتگو جاری تھی کہ ایک اور پوسٹ کے کمانڈر جناب محمد فاروق خاں صاحب بھی تشریف لے آئے۔ وہ گریجوایٹ ہیں انہوں نے بتایا کہ میرے والد فوج میں تھے۔ اب صوبہ وردک میں مجاہدین کے ساتھ ہیں۔ اپنے بارے میں بتایا کہ ترہ کئی کے زمانہ سے جہاد میں شریک ہوں۔ انہوں نے اپنے بھائی کے بارے میں بتایا کہ ان کے بڑے بھائی نجیب اللہ فوج میں ضابط (لیفٹیننٹ) تھے جب ترہ کئی برسر اقتدار آیا تو اخوان المسلمین کا حامی ہونے کے الزام میں انہیں گرفتار کر لیا گیا اور پھر قندھار میں ٹینک کے نیچے زندہ کچل کر شہید کر دیا گیا۔

جنیوا معاہدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس سے جہاد پر کوئی برا اثر نہیں پڑے گا۔ اور امریکہ یا کسی دوسرے ملک کی طرف سے اسلحہ کی بندش جہاد کو نہیں روک سکتی اور ہم جہاد اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک کابل پر مجاہدین کی حکومت قائم نہیں ہو جاتی. یا پھر ہم ایک ایک کر کے شہید نہیں ہو جاتے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے مزید کہا کہ ہمیں تو اب جہاد کا چسکا پڑ گیا ہے اور جہاد میں وہ لطف آتا ہے جو ہم ہی جانتے ہیں اور دشمن

پر حملہ کرنے کے لئے تو ہمارے ہاتھوں پر خارش ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے ہمارا تو عزم ہے کہ افغانستان کی آزادی کے بعد روس کے مسلمانوں کی آزادی کے لئے بھی جہاد جاری رکھیں گے۔

کیا پچھلے دس سال سے لڑتے لڑتے مجاہدین تھک تو نہیں گئے؟ میرے اس سوال پر انہوں نے کہا۔

مجاہدین جہاد میں خوشی سے اللہ کی حکم کی بجاآوری اور رضا کے لئے شریک ہیں، تھکتے تو وہ ہیں جو جبری بھرتی کئے گئے ہوں ہمارے نزدیک تو جہاد ہی کامیابی کا راستہ اور شہادت ہی اصل کامیابی ہے۔

نجیب اللہ کی مذہبی پالیسی کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یہ فریب کے سوا کچھ نہیں کسی مجاہد کو بھی نجیب کے کافر ہونے میں ذرہ برابر شک نہیں۔ اس نے ابھی حال ہی میں تو سو مسلمانوں کو اسلام اور مجاہدین کا حامی ہونے کے الزام میں پل چرخی جیل میں پھانسی دی ہے۔

بھارت کے بارے میں انہوں نے کہا کہ بھارت نے نہ صرف کابل کی کٹھ پتلی حکومت کو ہمارے خلاف اسلحہ دیا بلکہ اس کی مدد کو فوجی مشیر بھی بھیجے۔ میدان وردک ہم نے چار پائلٹ عورتیں گرفتار کیں ان میں تین بھارتی اور ایک روسی تھی۔ اس لئے افغان مجاہدین کبھی بھارت کو معاف نہیں کر سکتے۔

پختونستان پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ بھارت، روس اور ان کے ایجنٹوں کا پیدا کردہ مسئلہ ہے۔ ظاہر شاہ کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ مجاہدین ظاہر شاہ کو قبول نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہم نے جہاد کسی ظاہر شاہ کے لئے شروع کیا تھا۔ ہمارا جہاد کابل پر ایک اسلامی حکومت کے قیام کے لئے ہے۔ اور ظاہر شاہ کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں اس لئے اگر حکمت یار یا پروفیسر ربانی صاحب بھی ظاہر شاہ کو قبول کر لیں تو مجاہدین پھر بھی ظاہر شاہ کو قبول نہیں کریں گے۔

جمعیت اسلامی افغانستان کے مرکز پر مضمون نگار ان کیساتھ مجاہدین کا گروپ فوٹو

ڈاکٹر محمد انیس کے ساتھ جمعیت اسلامی افغانستان کے مجاہدین کا گروپ فوٹو

کابل پر اسلامی حکومت کے قیام کے بعد کیا مجاہدین اسلحہ حکومت کے حوالے کر دیں گے؟ انہوں نے میرے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ :

کابل پر مجاہدین میں سے کسی گروپ کی بھی حکومت قائم ہونے کے بعد ہم اسلحہ حکومت کے حوالے کر دیں گے۔ یہی جواب دوسرے مراکز پر دوسرے کمانڈروں نے بھی دیا۔

اسی مرکز پر صوبہ وردک کے ایک بوڑھے مجاہد محمد عالم کی بھی زیارت کا موقعہ ملا۔ جس کے گھر کے نو افراد تھے۔ جنہیں روسیوں نے وحشیانہ طریقہ سے شہید کر دیا مگر محمد عالم کی استقامت، صبر اور عزیمت میں پھر بھی کوئی فرق نہ آیا اور وہ آج بھی کفر کے خلاف اپنے خون کے آخری قطرہ تک ڈٹے رہنے کا عزم کئے ہوئے ہے اور اسے فخر ہے کہ اس کے پورے خاندان کو شہادت کا اعزاز ملا۔ اور وہ خود بھی شہادت کا یہ اعزاز حاصل کرنے کے لئے بے قرار ہے۔

ڈاکٹر محمد انیس نے دوسرے مراکز کی طرح یہاں بھی بیمار مجاہدین کا معائنہ کیا۔ مگر افسوس کہ اتنے بڑے مرکز پر مجاہدین کے پاس ادویات نہیں تھیں۔ انہیں ادویات لکھ کر دے دی گئیں الفتح مرکز سے آئے ہوئے مجاہدین نے وعدہ کیا کہ وہ الفتح مرکز کی ڈسپنسری سے یہ دوائیں بھیج دیں گے۔

ہم یہاں تک پیدل آئے تھے مگر جمعیت اسلامی کے قائم مقام کمانڈر نے ہمیں اگلے مرکز تک کے لئے گاڑی فراہم کر دی۔ پیچ پیچ اور غیر ہموار راستوں سے ہوتے ہوتے گاڑی ایک لوگاٹھ میں داخل ہو گئی۔ یہ لوگاٹھ (پہاڑی نالہ) فی الحال خشک تھی مگر عام لوگاٹھوں کی نسبت بہت زیادہ چوڑی۔ لوگاٹھ کے دونوں طرف پہاڑوں پر چیڑ کے بلند و بالا درختوں کے جنگلات نے منظر کو بہت حسین اور دلکش بنا دیا تھا۔ میں حیران تھا کہ روسیوں سے یہ جنگلات کیسے بچ گئے۔ میں سوچنے لگا کہ جب دوسرے پہاڑوں پر بھی ایسے ہی جنگلات ہوتے تھے تو یہ علاقہ کتنا خوبصورت ہوتا ہوگا

نجات ملی جبہ کا درختوں میں چھپا ہوا خوبصورت مرکز دیکھنے اور کمانڈر حاجی نذر خان سے گفتگو کرنے کے بعد آگے محاذ ملی کا مرکز دیکھنے چلے۔ گاڑی واپس جا چکی تھی۔ اس لئے آگے کا سفر پیدل ہی تھا۔ کافی دور جا کر ایک مرکز نظر آیا ہم نے سمجھا کہ محاذ ملی کا مرکز ہے مگر پوچھنے پر پتہ چلا کہ یہ مرکز بھی جمعیت اسلامی کا ہے۔ یہاں زیادہ تر کابل کے رہنے والے مجاہدین تھے۔ مرکز میں کچھ مجاہدین والی بال کھیل رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر انہوں نے والی بال کھیلنا چھوڑ دیا اور جس خوشی اور مسرت سے وہ ہمیں گلے ملنے لگے۔ ہم ان کے اس خلوص اور محبت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

اس مرکز پر ایک ایسے مجاہد سے ملنے کا اتفاق ہوا جس کے دونوں ہاتھ جنگ میں ضائع ہو چکے تھے۔ ایک بازو کے ساتھ ہک نما مصنوعی ہاتھ لگایا ہوا تھا جو ٹریگر دبانے سے کام آ سکتا تھا۔ دونوں ہاتھوں سے محروم ہونے کے باوجود یہ اولوالعزم مجاہد اب بھی ظالم اور غاصب روسیوں کے خلاف ہر معرکے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔ اسے دیکھ کر دل بے اختیار پکار اٹھا "مومن ہو تو بے دست بھی لڑتا ہے سپاہی"

اسی مرکز پر ایک اور مجاہد سے ملاقات ہوئی جس کے ہاتھ کی تین انگلیاں شہید ہو چکی تھیں۔ ان انگلیوں سے محروم ہونے کے

(باقی صفحہ ۴۸ پر)

پروفیسر محمد سلیم
بشکریہ نوائے وقت

روسی بٹیرے

مولانا کوثر نیازی جب سے کوہ قاف کے دیس سے ہو کے آئے ہیں، خدا جانے ان پر کسی پری کا سایہ پڑ گیا ہے یا وہ خود کسی جن کی نگاہ التفات میں آ گئے ہیں۔ وہ کچھ بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں۔ اگلے روز پشاور میں اپنی کتاب کی تقریب رونمائی سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ افغانستان میں امریکی مفادات کے لئے کلمہ گو بھائیوں کے ذریعے کلمہ گو بھائیوں کا خون بہایا جا رہا ہے۔ یعنی ایک کلمہ گو بھائی تو افغان مجاہدین ہیں اور دوسرے کلمہ گو ڈاکٹر نجیب اللہ ہیں جو ایک دوسرے کا خون بہا رہے ہیں۔

یاد رہے کہ مولانا کو کلمہ گو بھائیوں کی خونریزی کا احساس اس وقت ہوا جب افغان مجاہدین کے ہاتھوں ہزیمت اٹھا کر روسی فوجیں پسپائی پر مجبور ہو گئیں۔ ورنہ جب مٹھی بھر افغان کمیونسٹوں کی دعوت پر روسی فوجیں افغانستان میں داخل ہوئیں اور انہوں نے لاکھوں بے گناہ افغان مسلمانوں کو خاک و خون میں ملانا شروع کیا تو اس وقت مولانا کو یہ توفیق نصیب نہ ہوئی کہ وہ روسی "کلمہ گوؤں" سے کہتے کہ وہ بے گناہ افغان کلمہ گوؤں کو کیوں مار رہے ہیں۔ اگر روس افغانستان کو غلام بنانے میں کامیاب ہو جاتا تو مولانا خوش اور ان کا "خدا" خوش! لیکن جب افغان عوام کی بے پناہ قربانیوں کی وجہ سے روسی اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکے تو مولانا کا جذبہ اسلامی بلبلا اٹھا اور وہ دہائی دینے لگے کہ پاکستان امریکہ کے کہنے میں آ کر کلمہ گو بھائیوں کے ذریعے کلمہ گو بھائیوں کا خون بہا رہا ہے مولانا اگر واقعی کلمہ گو بھائیوں کی خونریزی رکنا چاہتے ہیں تو وہ روس سے یہ کیوں نہیں کہتے کہ وہ ڈاکٹر نجیب کو چند روز کے لئے اپنے پاس کوہ قاف کے دیس میں بلالے۔ تاکہ افغان عوام بیرونی مداخلت سے پاک ہو کر اپنے مستقبل کا فیصلہ کر لیں۔ لیکن مولانا افغان عوام کو اس وقت تک یہ حق دینے کے لئے تیار نہیں ہیں جب تک پاکستان میں عوام کی مرضی کے مطابق حکومت قائم نہ ہو جائے۔ انہوں نے کہا ہے کہ روس میں ایران، عراق، ترکی اور سعودی عرب سے زیادہ مسلمان آباد ہیں لیکن روس کے ساتھ تعلقات بہتر نہ ہونے کی وجہ سے ہم ان روسی مسلمانوں کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔ غالباً مولانا کے فرمودات کا مطلب یہ ہے کہ روس اگر افغانستان میں داخل ہوا تھا تو اس کا راستہ روک کر اسے ناراض نہیں کرنا چاہئے تھا بلکہ اس سے تعلقات بہتر بنانے کی غرض سے عالم اسلام کو اس پر پھول نچھاور کرنے چاہئیں تھے۔ ہمارے بعض کمیونسٹ دانشور جن کے دل اسلام کے درد سے بھرے ہوئے ہیں وہ بھی یہی منطق پیش کرتے ہیں کہ اگر افغانستان بھی روسی تلمرو میں شامل ہو جاتا۔ تو وہاں مسلمانوں کا تناسب کس قدر بڑھ جاتا! بلکہ اس منطق کو مزید آگے بڑھایا جائے تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اگر پاکستان کے دس کروڑ مسلمان بھی وسط ایشیا کے مسلمانوں کی طرح روسی غلامی کا طوق اپنی گردنوں میں ڈال لیتے تو روسی مسلمانوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہو جاتا اور ہو سکتا ہے کہ روس ایک مسلمان اکثریتی سٹیٹ میں تبدیل ہو جاتا۔ لیکن پاکستان نے اپنی "غلطی" سے "اسلامستان" کے قیام کا یہ موقع ضائع کر دیا۔ اس طرح کی دلیل وہ نیشنلسٹ مسلمان بھی دیا کرتے تھے جو قیام پاکستان کے مخالف تھے وہ کہتے تھے کہ پاکستان کے قیام سے مسلمان دو حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے اور ان کی قوت کمزور پڑ جائے گی۔ لیکن ان کے پاس اس دلیل کا کوئی جواب نہیں۔ کہ اگر بیس کروڑ بھارتی مسلمان وہاں کی حکومت کی زیادتیوں کے سامنے بے بس ہیں۔ تو چالیس کروڑ غلام مسلمان بھارتی حکومت کا کیا بگاڑ لیتے۔

غلام خواہ لاکھوں کی تعداد میں ہوں یا کروڑوں کی تعداد میں وہ کسی مسلح حکومت کے سامنے کیسے ٹھہر سکتے ہیں۔ وسط ایشیا کے کروڑوں مسلمانوں کو آزادانہ طور پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یریدون لیطفئوا نور اللہ بأفواههم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

ماہنامہ

مشعل

م س ع ل

صاحبِ امتیاز

کلچرل کمیٹی جمعیّت اسلامی افغانستان

مدیر: سید عبداللہ   معاون: عبدالحبیب (ہمدرد)

جلد نمبر ۳ شمارہ ۱ مسلسل نمبر ۲۵ - جولائی ۱۹۸۸ء سرطان ۱۳۶۷ ھ ش

اس شمارے میں

۱- اداریہ

۲- فرمانِ الٰہی

۳- ارشادِ نبوی

۴- افغان مجاہدین کی تابناک جدوجہد

۵- علمی اجتماع سے خطاب

۶- قربانی۔ سنت ابراہیمیؑ

۷- افغان جہاد اور اس کے مثبت اثرات

۸- جہاد اور قلت و کثرت کا تصوّر

۹- روسی فوجوں کے مکمل انخلاء۔۔۔

۱۰- اسلامی حکومت کا قیام ناگزیر ہے

۱۱- فلسطین کس کا مسئلہ ہے۔

۱۲- مومن ہو تو بے دست بھی لڑتا ہے سپاہی

۱۳- روسی ہیلیکوپٹر

۱۴- بھارت ہمارا ایک جھٹکا بھی۔۔۔

۱۵- اس کا نام بھی ترانہ تھا

۱۶- جہاد افغانستان کا مستقبل

۱۷- روس ایک ناقابلِ اعتبار دوست

۱۸- افغان جہاد اور پاکستانی معیشت

۱۹- اسلامی نظام حکومت اور۔۔۔

۲۰- اخبار جہاد

۲۱- قافلہ شہداء

پتہ

دفتر: ماہنامہ مشعل کلچرل کمیٹی جمعیّت اسلامی افغانستان

P.O. BOX No: 345

PESHAWAR PAKISTAN

پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵ پشاور۔ پاکستان

بدلِ اشتراک

سالانہ — ۶۰ روپے

ششماہی — ۳۰ ″

فی پرچہ — ۵ ″

بیرونی ممالک: سالانہ ۲۰ ڈالر

اکاؤنٹ نمبر ۱۱۸

مسلم کمرشل بینک برانچ چارسدہ روڈ

پشاور۔ پاکستان

اسلامی شعائر پر عمل کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ اگر ڈیڑھ کروڑ افغان مسلمان بھی روس کے غلام بن جاتے تو ازبک اور تاجک مسلمانوں کی معاشرتی حالت میں کیا تبدیلی آتی۔ روسی مسلمان تو خود افغان مجاہدین کی کامیابی کی دعائیں مانگ رہے تھے کہ ہم تو غلام ہو گئے کم از کم یہ لوگ ہی دنیا کی بدترین استعماری طاقت کی غلامی سے بچ جائیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح بھارت کے مسلمان ہندوؤں کے مظالم سہتے ہیں۔ لیکن انہیں ایک گونا اطمینان ہوتا ہے کہ چلو پاکستان کے مسلمان تو ان ظالموں کی دست برد سے بچ گئے لیکن مولانا کی خواہش تھی کہ اگر ہمہ یاراں جنت نہیں تو ہمہ یاراں دوزخ ہی سہی ویسے مولانا کے نزدیک روس کو دوزخ کہنا غلط ہے۔ کیونکہ کوہ قاف کے دیس میں جو نظارے وہ دیکھ آئے ہیں وہ ہرگز دوزخ کہلانے کے مستحق نہیں ہیں

بٹیروں کے شکاریوں نے کچھ سدھائے ہوئے بٹیرے پال رکھے ہوتے ہیں۔ جنہیں عرف عام میں "بلارے" کہا جاتا ہے۔ شکاری ان بلاروں کو فصلوں میں چھوڑ دیتے ہیں اور وہ اپنی میٹھی بولی سے بھولے بھالے آزاد بٹیروں کو شکاری کے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں۔ شکاری ان بلاروں کی بڑی خاطر مدارت کرتے ہیں۔ انہیں خوب کھلاتے پلاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں بڑا اہم فرض ادا کرنا ہوتا ہے۔ اسی طرح بڑی طاقتوں نے بھی ایسے افراد رکھے ہوتے ہیں۔ جو آزاد قوموں کو ان کی غلامی کا طوق پہننے کے لئے بڑے سبز باغ دکھاتے ہیں۔ کلمہ گو میر جعفر اور میر صادق بھی اس قسم کے بلارے تھے۔ جنہیں انگریز آقاؤں سے راتب ملا کرتا تھا۔ آپ انہیں ننگ ملت، ننگ دین اور ننگ وطن کہہ کر بیشک اپنے دل کی بھڑاس نکال لیں۔ لیکن انہوں نے اپنا حق نمک خوب ادا کیا۔ اس قسم کے لوگ ہر دور میں موجود رہتے ہیں۔ جب روس سنٹرل ایشیا کی مسلمان ریاستوں کو ایک ایک کر کے اپنا غلام بنا رہا تھا۔ تو اس وقت بھی ان بلاروں نے بڑا کام دکھایا تھا۔ امیر بخارا کو یہی کہہ کر ہتھیار ڈالنے پر آمادہ کیا گیا تھا کہ دونوں طرف کلمہ گوؤں کا خون بہہ رہا ہے۔ تاشقند پر بھی یہی کہہ کر قبضہ کیا گیا تھا کہ اس سے روس کے اندر مسلمانوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ چنانچہ ان مجاہدوں نے ہتھیار پھینک دیئے اور اپنی مزاحمتی تحریک ختم کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان لوگوں کے ہاتھ سے قرآن چھین کر انہیں ریڈ بک تھما دی گئی۔ ان کے سکولوں سے اسلامیات ختم کر کے انہیں الحاد کی تعلیم دی جانے گی۔ ان کے وسائل پر سفید روسی قابض ہو گئے۔ اور انہیں روسیوں کا غلام بنا لیا گیا۔ دنیا کو دکھانے کے لئے کچھ مسجدیں کھول دی گئیں وہاں سرکاری مولوی مقرر کر دیئے گئے۔ جو باہر سے آنے والوں کو یقین دلاتے رہے کہ روس میں اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہے اور مسلمان ہر طرح سے آزاد ہیں۔

جب سے افغانستان سے روسی فوجوں کی واپسی شروع ہوئی ہے روسی بلاروں کی جان پر بنی ہوئی ہے۔ ساری دنیا روسی فوجوں کی واپسی پر خوشی منا رہی ہے۔ خود روس افغانستان میں اپنی فوجوں کے داخلے کو غلطی قرار دے چکا ہے۔ لیکن روسی بلارے ہیں کہ حق نمک ادا کرنے کے جوش میں پاگل پی پی کر افغان مجاہدین کو کوس رہے ہیں۔ کوئی انہیں امریکی ایجنٹ قرار دیتا ہے کوئی ان کے جہاد کو جہاد ہی نہیں سمجھتا۔ کوئی کابل میں نماز شکرانہ ادا کرنے کے جواب میں اسلام آباد میں نماز جنازہ پڑھنے کی دھمکی دیتا ہے۔ کوئی بلاروں کو تسلی دیتا ہے کہ عنقریب افغان فیلڈ کمانڈر سات جماعتی لیڈروں کے خلاف اعلان جنگ کرنے والے ہیں، غرض کہ ہر بلارا دیوانہ ہوا پھرتا ہے۔ حالانکہ سیدھی سی بات تھی۔ کہ روس نے ایک آزاد قوم کی آزادی پر شب خون مارنے کی کوشش کی۔ ساری دنیا نے روس کے اس اقدام کی مذمت کی۔ روس نے بھی اپنی ناکامی کو محسوس کرتے ہوئے اپنی غلطی تسلیم کر لی اور اپنی فوجوں کو واپس بلانے کا اعلان کیا۔ اب روسی فوجوں کی واپسی کے بعد روسی پٹھو ڈاکٹر نجیب اللہ کے اقتدار کا سنگھاسن ڈول رہا ہے، جسے بچانے کے لئے سارے پٹھو دوڑ بھاگ کر رہے ہیں۔ حالانکہ سیدھی سی بات ہے کہ جب روسی چلے گئے ہیں تو وہ اپنے ساتھ اپنے پٹھوؤں کو کیوں نہیں لے جاتے۔ تاکہ افغانستان میں کشت و خون کا سلسلہ ختم ہو اور افغان عوام کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا موقع ملے لیکن یہ سیدھی سی بات روسی پٹھوؤں کی سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ شتر مرغ کی طرح ریت میں سر چھپا کر تاریخی حقائق کو جھٹلانا چاہتے ہیں۔ لیکن حقائق کیسے تبدیل ہو سکتے ہیں؟۔ یہ تاریخ کا فیصلہ ہے جسے روس تو آہستہ آہستہ تسلیم کر رہا ہے کاش ہمارے ہاں کے روس پرست بھی اسے تسلیم کر لیں۔

بھارت ہمارا ایک جھٹکا بھی برداشت نہیں کر سکتا

ابھی کچھ دنوں کی بات ہے کہ بھارت کے وزیراعظم راجیو گاندھی نے اپنے دورہ امریکہ کے دوران نیویارک شہر میں ایک مقامی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے دنیا کی موجودہ صورت حال اور خاص طور پر افغانستان میں افغان مجاہد عوام کی شاندار اور کامیاب کارروائیوں کے بارے میں اپنے گہرے غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے اُن خدشات کی نشاندہی کی جو بقول ان کے جس سے بھارت کو تو کیا ساری دنیا کی غیرمسلم قوتوں کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔

بھارت کے سر پہ خطرہ منڈلا رہا ہے کہ اگر افغانستان میں افغان مجاہدین کی اسلامی تحریک کامیاب ہوگئی اور وہاں اسلامی نظام کا قیام عمل میں آگیا۔ تو نہ صرف براعظم ایشیا میں بلکہ ساری دنیا میں مسلمانوں کو مزید تقویت اور اسلام کو فروغ حاصل ہوگا۔ دنیا کی موجودہ سیاست میں ایک نئی اور خطرناک صورت حال جنم لے گی۔ جس سے بھارت میں بسنے والے دس کروڑ مسلمانوں کو اپنی آزادی کے حصول اور ایک نئے پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے لئے ایک سنہرا موقع ہاتھ آ جائے گا۔

بھارت، روس اور اسرائیل کی طرح مسلمانوں کا ازلی اور ابدی دشمن رہا ہے۔ وہ ہرگز نہیں چاہتا کہ ایشیاء کے جنوبی خطے میں اسلامی ملکوں کو فروغ ملے۔ وہ چاہتا ہے کہ خطے کے اسلامی ملک سیاسی طور پر اس کے زیر نگین رہیں۔

"راجیو" بھارت میں بسنے والی اقلیتی قوتوں یعنی سکھ، گورکھ وغیرہ کی طرح مسلمانوں کو بھی اپنا غلام بنائے رکھنا چاہتا ہے۔ مگر اب ظلمت کے اندھیرے چھٹ چکے ہیں، غلامی کی زنجیریں ٹوٹ کر پاش پاش ہو چکی ہیں کوئی بھی ملک اپنی طاقت کے بل بوتے پر آزاد قوم کو اپنا غلام نہیں بنا سکتی۔ اس کرۂ ارض سے غلامی کا بساط ہمیشہ کے لئے بٹور لیا گیا ہے دیر ہو یا بزود آزادی چاہنے والی قومیں اپنے اس نیک مقاصد میں انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوں گی۔ امت مسلمہ بیدار ہو چکی ہے۔ آج کے دور میں مسلمانوں کو غلام بنائے رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہمیں بھارت کے حکمرانوں کے موجودہ رویئے پر اس لئے تعجب ہو رہا ہے کہ بھارت تو ایک بڑا، وسیع و عریض ملک ہے اور اپنے آپ کو جمہوریت کا علمبردار اور محکوم و مظلوم قوموں کی آزادی اور خود مختاری کا بہت بڑا حامی سمجھتا ہے۔ مگر افسوس! بھارت نے تو آزادی ہند کے بعد آج تک کسی بھی ایک سیاسی محاذ پر بھی اپنے متذکرہ بلند بانگ دعووں کی عملی صورت دکھانے کی زحمت گوارا نہیں کی۔

راجیو آج کل ہماری اسلامی تحریک سے نہایت خوفزدہ ہیں۔ ہماری اسلامی تحریک کا ڈھنکا دنیا کے گوشے گوشے میں بج رہا ہے۔ ہماری اس تحریک نے دنیا میں چلائی جانے والی اسلامی تحریکوں کو ایک نیا جذبہ اور ایک نئی روح بخشی ہے غاصب اور ظالموں کا بھرم کھول چکی ہے۔ اسی طرح راجیو کی نیند بھی حرام ہو چکی ہے۔ اس پر یہ خوف اور جنون طاری ہو چکا ہے کہ اگر افغانستان میں مجاہدین کی قائم کردہ اسلامی حکومت عمل میں آئی۔ تو بھارت کے مسلمانوں کے جذبۂ حریت کو دبانا اس کے لئے مشکل

ہو جائے گا۔ لہٰذا اس نے اپنے حلیفوں
کے ساتھ ملکر ایک نئی سازش کے
ذریعے ہماری اسلامی تحریک کو سبوتاژ
کرنے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ ہمارا اسلامی انقلاب
عنقریب اپنی منزل پر پہنچ جائے گا اور
اس طرح بھارت کے مسلمان اپنی تحریک
آزادی کو آگے بڑھا کر اپنی آزادی اور
خود مختاری کا چراغ روشن کر دیں گے۔

کچھ دن پہلے جب کابل انتظامیہ
کے نام نہاد سربراہ نجیب نے راجیو کی
دعوت پر بھارت کا سرکاری دورہ
کیا۔ تو راجیو نے اپنے دیوانے اور ہم عقیدہ
رفیق کار نجیب کے زخموں پر ہمدردی
کی پٹی لگاتے ہوئے یقین دلایا کہ اگر
روسی تمہیں اکیلا چھوڑ کر واپس جانا
چاہے۔ تو پریشانی کی کوئی بات نہیں
ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔ راجیو نے
نجیب کو یقین دلایا کہ روسیوں کے
نکل جانے کے بعد وہ اپنی ۴۰ ہزار
سکھ ہندی فوجی کابل بھیجے گا۔

یہ منہ اور مسور کی دال۔ راجیو!
اپنے استاذ ہوتے ہوئے تو نے ایسی
گستاخی کی جرأت کیسے کی؟ راجیو!
ہوش کے ناخن کر لو، ذرا سوچو! کہ یہ
تم کیا کہہ رہے ہو اور کس قوم کے مقابلے
میں کہہ رہے ہو؟

تمہارے سوپر آقاؤں نے افغانستان
آکر مجاہدوں کے سامنے ہتھیار ڈال
کر اپنی شکست کا اعتراف کیا۔ تو تیری
فوج افغانستان جاکر آخر کون سے
گل کھلائیں گے؟

آج کل دیگر اقوام کی طرح سکھ قوم بھی
ہندوؤں کے خلاف اپنی آزادی کے لئے
جدوجہد میں مصروف ہے۔ شاید راجیو
اپنی فوج کو افغانستان میں افغان مجاہدین
کے ہاتھوں ذلت آمیز طریقے سے مروانا
چاہتا ہے۔ بھارتی عوام کو یہ بات اچھی
طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ وہ
راجیو کی غلط پالیسیوں کا بروقت جائزہ
لیں تاکہ وہ ایسا کوئی قدم نہ اٹھائے
جس طرح کہ روسیوں نے اٹھایا تھا اور
آج وہ شرمندہ و رسوا ہو کر افغانستان
سے بھاگتے ہوئے اس کہنے پر مجبور
ہیں کہ ؎

بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

اگر بھارت نے افغان عوام کے خلاف
کسی بھی قسم کا قدم اٹھایا۔ تو وہ محمود
غزنوی اور احمد شاہ ابدالی کو ایک بار
پھر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے

۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کا واقعہ تو شاید
آپ کو معلوم ہو کہ جب افغانستان میں
دن کا سورج طلوع ہوا۔ تو ۸۰ ہزار
روسی افواج جدید ہتھیاروں سے لیس
زمینی اور فضائی راستوں کے ذریعے
افغانستان میں داخل ہوئیں۔ واقعتاً یہ
ہماری تاریخ کا سب سے بڑا المیہ تھا۔
لوگوں کے ذہنوں میں طرح طرح کے
سوالات ابھر رہے تھے۔ کوئی کہتا کہ کیا
افغان عوام اس خوفناک چیلنج سے عہدہ برآ
ہو سکیں گے؟ آزادی پسند طبقہ سے
تعلق رکھنے والے لوگوں کے ذہنوں میں گوناگوں
قسم کے خیالات نے جنم دیا۔ مگر افغان
مجاہدوں نے ایک بار پھر اپنے اسلاف
کی تاریخی یادوں کو تابندہ بنا کر دشمن
کا منہ واپس موڑ دیا:

اے بھارت کے راج بھون کی آرام
گدیوں پر عیش و عشرت کرنے والو سنو!
افغان قوم نے تاریخ کے مختلف ادوار
میں اپنی سرزمین پر تو کیا۔ بیرونی ملک
بھارت میں بھی دنیا کی چار بڑی موجودہ
طاقتوں کا سکندر اعظم۔ ہلاکو، چنگیز خان
اور انیسویں اور بیسویں صدی کے ایک بڑے
سامراج برطانیہ اور بیسویں صدی کے آخری
عشرے میں روسیوں کی فوجی طاقت کا بھانڈہ
پھوڑ کر ان کے تمام خوابوں کو خاک میں ملا
دیا ہے۔ ہم سلطان محمود غزنوی اور
احمد شاہ بابا ابدالی کی اولاد ہیں۔ ان کا
خون آج بھی ہماری رگوں میں جاری ہے
کیا تم ان کے کارنامے بھول چکے ہو؟
آج کے ایٹمی دور میں تمہارے آقا (روس)
نے ہمارا کیا بگاڑا کہ ایک تم رہ گئے ہو
ہمیں آپ کی فوجوں کے آمد کا انتظار
ہے جلدی بھیج دو ان مرغابیوں کو شاہینوں
کے دیس میں۔

راجیو بھی اپنی آنجہانی والدہ کے
نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہا ہے۔
۱۹۸۰ء میں جب ان کی والدہ دوبارہ
برسر اقتدار آئی تو اس وقت افغانستان
میں روسی انقلاب آچکا تھا۔ خون کے
دریا بہہ رہے تھے۔ افغانستان جل
رہا تھا۔ مگر اندرا جی افغان عوام کی

(باقی ۴۵ پر)

اُس کا نام بھی ترانہ تھا

آٹھ سال کی لمبی جدائی کے بعد میری اس سے ملاقات ہوئی۔ اور ہم آپس میں بڑی گرم جوشی سے ایک دوسرے کے گلے ملے۔ جدائی کے وہ تاثرات جو مجھے شب و روز ستا رہے تھے شمشاد کی ملاقات کے باعث محو ہو گئے۔

"شمشاد! آپ اتنی مدت کہاں تھے؟ یہ تو بتاؤ کہاں کہاں کی سیر کی؟ اچھا ہوا کہ میں نے ایک بار پھر صحت مند پایا!

یار تمہاری جدائی تو میرے لئے اجیرن بن چکی تھی۔ خوشیاں مجھ سے چھین گئی تھیں"

میں نے فوراً گھر والوں کو آواز دی۔

"ترانہ بیٹی! جلدی چائے لاؤ، ذرا جلدی کرو میرا پرانا یار آیا ہے....."

جب شمشاد نے ترانہ کا نام سُنا تو وہ یکایک چونک اُٹھا اور چہرے پر اداسی بکھر گئی۔ گلاب جیسا لال سرخ چہرہ۔ خزاں کے پتے کی طرح پیلا پڑ گیا۔ اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی سانس نیچے رُک گئی۔ گلے کی نمی بھی خشک ہو گئی اور ہونٹ سے ہونٹ چمٹ گئے۔ وہ کافی دیر خاموش بیٹھا۔ کسی سوچ میں ڈوبا رہا پھر یکایک اپنی ناکام محبت کی حسرت بھری اور پُرنم نگاہیں اس لئے میری طرف پھیریں تاکہ میں اس میں اچانک تبدیلی کا راز نہ پا سکوں۔ جلد ہی تجاہل کر کے میرا دھیان دوسری طرف لوٹانا چاہا۔

"عصمت یار! دیکھو میری آنکھوں میں خوشی کے آنسو بھر آئے ہیں۔ میں آج ایک بار پھر تمہاری آٹھ سالہ پرانی مگر میٹھی میٹھی اور دل نشین یادوں کو تازہ کر رہا ہوں۔

یار! لوگوں نے کیا خوب کہا ہے کہ "اگر تو خان ہے یا بیگ تو یاروں کی مدد سے ہے" گذشتہ آٹھ برسوں کے دوران کابل جیسا وسیع و عریض خوبصورت شہر بگری دوستوں کی عدم موجودگی کی وجہ سے میرے لئے جہنم بن چکا تھا اللہ بہتر جانتا ہے کہ تیری جدائی نے مجھے کتنا بیقرار کیا تھا۔ جب تو پہلے آیا تھا۔ تو اس کے چند دنوں بعد زمرک گرفتار ہو کر جیل بھجوایا گیا اور ابھی تک اس کے بارے میں کوئی پتہ نہیں ہے۔

ہارون نالائق آخر کار تجاوز گروں کے پھندوں میں پھنس گیا اور پچھلے سال پغمان میں حق اور باطل کے معرکے میں لڑتے ہوئے مجاہدین اسلام کے ہاتھوں مارا گیا۔ بیچارے پرویز گل کو بھی ۱۸ سال قید بامشقت کی سزا ہوئی۔ زرغون شاہ کے متعلق تو آپ کو اطلاع مل چکی ہوگی کہ وہ للندر نامی محاذ پر دشمن کا مقابلہ کرتا ہوا شہید ہو گیا امین ابھی تک لاپتہ ہے اس کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں صرف میں ہی اکیلا وہ بدقسمت انسان ہوں کہ ابھی تک جی رہا ہوں۔"

شمشاد کی باتوں کا سلسلہ ابھی جاری تھا کہ دروازہ کھلا اور ترانہ چائے لیکر کمرے میں داخل ہوئی۔

"دیکھو شمشاد! یہ تمہاری بھتیجی ترانہ ہے۔ جب میں مہاجر ہوا۔ تو پہلے ہی سال میں نے شادی کرلی تھی۔ بس یہی ایک میری بیٹی ہے۔ شمشاد کے چہرے پر ایک بار پھر اُداسی کی لہر دوڑ گئی آنسو تھم نہ سکے۔ اس نے جلد ہی اپنی پگڑی کا شملہ آنکھوں پر رکھتے ہوئے اپنی ناکام محبت کا راز چھپانا چاہا شمشاد نے مجھے کہا۔

"دیکھو عصمت یار! واللہ تو تو یاروں کا یار ہے۔ بیشک میں تو تجھے مان گیا واللہ تو نے میری رائے اور پسند کے مطابق اپنی بیٹی کا نام ترانہ رکھا ہے بس اسی بات پر ہاتھ ملاؤ۔ ترانہ کتنا خوبصورت اور پیارا نام ہے۔"

"شمشاد یار! یہ تو بتاؤ کہ تم ابھی تک کنوارے ہو اور اپنے لئے شریک حیات نہ چن سکے"؟

شمشاد میرے اس سوال کا جواب نہ دے سکا۔ کچھ دیر بُت کی طرح خاموش رہا۔ پھر یکایک اس کا جی بھر آیا اور گلوگیر ہوگیا، چہرے کا رنگ بدل گیا۔ لیکن جلد ہی اپنے حواس کو بحال کرنے کی کوشش کی۔ تاکہ وہ اپنی زندگی کا سب سے بڑا المیہ مجھ سے چھپا سکے۔

شمشاد نے سر ہلاتے ہوئے مثبت انداز میں جواب دیا کہ "ہاں! میں نے شادی کی ہے"

میں نے پھر اس سے پوچھا "اللہ خیر کرے بہت اچھا ہُوا کہاں شادی کی ہے؟"

"کابل میں شادی کر لی ہے"

"کس کے ساتھ؟"

اُس نے غمگین اور ایک سرد آہ بھر کر کہا "کسی کی غمگین یادوں کے ساتھ"

"اُف شمشاد! یہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ کس کی غمگین یادوں کے ساتھ؟ تیرے دشمنوں کی شادیاں غمگیں یادوں کے ساتھ ہو۔ بتا جلدی بتا کہ اصل ماجرا کیا ہے؟"

شمشاد نے کہا! "عصمت یار! مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اچھا ہے کہ تم بے خبر رہو"

"لیکن کیوں؟ ہماری دوستی اور یارانہ تو ان اصولوں پر استوار تھی کہ ہم آڑے اور مشکل وقت میں ایک دوسرے کے کام آئے۔ ایک دوسرے کے غم و شادی، دکھ و درد میں برابر کے شریک رہیں۔ ایک دوسرے کے درد کی دوا بنے۔"

اس نے کہا! "عصمت جان! مجھے یقین ہے کہ اگر تو وہاں ہوتا تو تو ضرور میرے دُکھ درد میں برابر کا شریک ہوتا لیکن اب اس مسئلے کو چھوڑ۔ جو گذرا ہے سو گذرا ہے۔ میں تجھے کیوں مزید ذہنی الجھنوں میں ڈالوں۔"

میں نے فوراً کہا۔ "نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ تمہیں اپنے گذشتہ آٹھ برسوں کے حالات حرف بہ حرف سنانے ہونگے میں تجھے چھوڑنے والا نہیں۔"

اس نے کڑوی چائے کا ایک گھونٹ پیا اور پھر اُداسی اور مایوسی کے انداز میں کہنے لگا۔

"عصمت جان! تم کیوں اپنے آپ کو پریشان کر رہے ہو۔ جو کچھ بیت چکا ہے۔ وہ کافی ہے۔ میں اپنے داستان سے تجھے کیوں پریشان کروں۔ اس کو یہیں چھوڑ دو تو بہتر ہوگا۔"

میں نے کہا۔ "شمشاد! ماجرا جس نوعیت کا بھی ہو مجھے ضرور سنانا ہوگا۔"

وہ حسرت بھری نگاہوں سے میری طرف گھورنے لگا۔ چائے کی پیالی اٹھائی اور ایک گھونٹ چائے پیتے ہوئے کہا "عصمت جان! اب جب کہ تم اصرار کر رہے ہو۔ تو سنو۔

جب میں یونیورسٹی سے فارغ ہو کر اپنی ڈگری لی تو میرا ارادہ تھا کہ کابل سے نکل کر کسی ایک محاذ کے گرم مورچے میں اپنے مجاہد بھائیوں کے ساتھ وطن عزیز کی آزادی کے لئے لڑوں۔ لیکن اکثر و بیشتر مجھے قریبی محاذوں سے یہی پیغامات موصول ہو رہے تھے کہ

"جو کام تم کابل شہر میں انجام دے سکتے ہو وہ یہاں ناممکن ہے یعنی تمہاری وہاں موجودیت بہت ضروری ہے"۔ اسی طرح میری ڈیوٹی

کابل ہی میں لگ گئی۔

دل ایک عجیب چیز ہے، دل تو دل ہی ہوتا ہے۔ جب کسی کے دل میں کوئی بس جائے تو اسے بھولنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ انسان کی عقل اس کا غلام بن کر رہ جاتی ہے۔

ایک شب کا واقعہ ہے کہ ہمارے جیالے مجاہدوں نے کچھ تبلیغاتی پرچے مجھے بھیجے اور ہدایت کی کہ میں اُن پرچوں کو شہر کے اہم مقامات پر چسپاں کروں۔ شام کے اندھیروں نے اپنا سایہ پھیلانا شروع کر دیا تھا اور میں نے پرچوں کی تقسیم شروع کر دی مگر جلد ہی کوتہ سنگی میں کفر و الحاد کے ایجنٹوں نے مجھ پر شک و شبہ کرکے میرا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ میں اپنی جان بچانے کی خاطر ایک قریبی گھر جس کا دروازہ کھلا تھا میں بغیر اجازت کے گھس گیا اس گھر میں ایک ۲۰ سالہ نوجوان لڑکی کے سوا اور کوئی موجود نہ تھا۔ جونہی اس نے مجھے دیکھا خوفزدہ ہو کر دوسرے کمرے میں جا گھسی۔

مجھ پر بھی خوف طاری ہو گیا دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ ایسا نہ ہو یہ مکان کسی سرکاری افسر کا ہو۔ دو تین منٹ کے بعد وہ لڑکی کمرے سے نکلی، میرے قریب آئی اور کہنے لگی۔" تم کون ہو اور یہاں کیا کرنے آئے ہو؟"

میں نے جواب دیا۔" پولیس میرا پیچھا کر رہی ہے مجھے پناہ چاہیئے میری بات سنتے ہی اس کے چہرے پر جو خوف اور سراسیمگی کے آثار موجود تھے۔ آہستہ آہستہ مٹنے لگے اور اس نے مجھے دوسرے کمرے میں آنے کی دعوت دی۔"

وہ کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر چائے کی پیالی اٹھائی۔ میں نے کہا آگے کا قصہ سناؤ۔

" جب صبح ہوئی اور مؤذن نے نماز فجر کی دعوت کے لئے اذان دی اس وقت وہ لڑکی دوبارہ میرے کمرے میں داخل ہوئی۔ اور کہنے لگی

" اے مجاہد! خطرہ ٹل چکا ہے۔ لیکن دیکھ اُس گلی کے آخری حصے میں کبھی کبھی دشمن کے ایجنٹ گشت کرتے ہیں۔ اُس گلی سے نہ جانا۔ اِس گلی سے چلے جا۔"

اور میں نے اپنا راستہ لیا۔

میں نے اس نوجوان دوشیزہ کی ہمت، اس کے ایمان اور اس کی شہامت پر اپنا سب کچھ لٹا دیا۔ کئی بار اتفاقاً اس دوشیزہ سے میری ملاقات ہوتی رہی۔

آخر کار میں نے اس قصے کا اصل ماجرا اپنی ماں کو سنا دیا"

"عصمت یار: والدین کی تو بس یہی ایک دلی تمنا ہوتی ہے کہ ان کی حیات میں ان کے بیٹے کا گھر آباد ہو جائے"

" القصہ مختصر والدین نے اس سے میری منگنی کرا دی۔

چھ مہینے گزرنے کے بعد ہماری شادی ہو گئی۔ ابھی شادی کے دو تین دن ہی گزرے تھے کہ ایک رات نماز عشاء کے قریب چند ایک روسی اپنے ایجنٹوں کے ساتھ ہمارے گھر میں گھس آئے۔ اور آتے ہی مجھے پکڑ کر میرے ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنا دی۔ گھر کی تلاشی لی۔ ماں اور وہ چیخنے لگیں، شور مچایا۔ مگر ظالموں نے ان کی فریاد کو اپنی بندوق کی گولیوں سے ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا۔ اور مجھے جیل بھجوا دیا۔"

شمشاد نے ایک بار پھر میری چھ سالہ بچی پر نگاہ ڈالی اور اسی حالت میں وہ گلوگیر ہو گیا۔ دل بھر آیا اور کہنے لگا:

" عصمت! میری دلہن کا نام بھی ترانہ ہی تھا۔"

تحریر: خالد اقبال ۔ مالاکنڈ ایجنسی

ہفت کشور جس سے ہو تسخیر بے تیغ و تفنگ
تو اگر سمجھے تو تیرے پاس وہ سامان بھی ہے

اسلام کی ابتدائی فتوحات کے عوامل کی روشنی میں

جہاد افغانستان کا مستقبل

جب کائنات پر گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ظلمت تشدد اور جہالت کے ایک طوفان نے پوری دنیا کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔ جس وقت تہذیب پارہ پارہ ہو چکی تھی۔ جہالت کے بگولے میں تہذیب کے پھریرے اُڑ رہے تھے فارس اور روم جیسی عظیم سلطنتوں پر جہالت کی حکمرانی تھی۔ ایسے کڑے وقت میں تاریک اُفق پر اُمید کی ایک کرن نظر آئی۔ اُمید کی ایک ایسی کرن جس کی روشنی سے دنیا کے کونے کونے نے منور ہونا تھا۔ خدا نے انسانیت کی رشد و ہدایت کے لئے ہادیٔ برحق پیغمبر اسلام کو اُمید کی ایک کرن بنا کر بھیجا۔ پیغمبر اسلام نے اپنے خلقِ عظیم سے ایک ایسی قوم کے دل موہ لئے جو قوم برسوں سے اندھیر نگری کے مکین تھے۔ پیغمبر انقلاب نے اس دنیا میں ایک ایسی تبدیلی اور انقلاب برپا کیا۔ ایک ایسی قوم کے دلوں پر حکمرانی قائم کی جو اخلاقی پستیوں کے عمیق گہرائیوں میں گر چکی تھی۔

اس انقلاب اور فتح مبین میں جو ہتھیار کام آیا وہ اخلاق اور ایمان کا ہتھیار تھا۔ جس اسلحہ نے ایسی قوم کے دلوں کو تسخیر کیا وہ ایمان اور جذبۂ جہاد کا اسلحہ تھا۔

پھر دیکھنے والی آنکھوں نے دیکھا تاریخ کے اوراق نے لکھا کہ ان چند اشخاص کی ٹولی جو دنیاوی مال و دولت اور زر و شمشیر سے عاری تھی۔ لیکن ایمان اور جذبۂ جہاد کے اسلحہ سے لیس۔ ان چند افراد کے گروہ نے پوری دنیا کے طویل خطے پر حکمرانی قائم کی یہی وہ سامانِ جنگ ہیں۔ جس سے روم شام، فارس ایران اور عراق جیسی عظیم سلطنتیں تسخیر ہوئیں۔ اس سامانِ جنگ اور زادِ راہ نے عظیم معرکوں کو سر کیا۔

محترم قارئین! بدر کا وہ عظیم معرکہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ ایک طرف ۳۱۳ مجاہد اگر کسی کے پاس تلوار ہے تو ڈھال نہیں۔ کسی کے پاس تیر ہے تو کمان نہیں۔ اسی جنگ میں دو کمسن مجاہد معاذؓ اور معوذؓ قریش کے عظیم جنگجو اور سپہ سالار ابو جہل پر شاہینوں کی طرح جھپٹتے ہیں اور آنکھ کی جھپک میں اُسے زمین پر ڈھیر کر دیتے ہیں دوسری طرف ہزاروں کے سپاہ، سینکڑوں تیر انداز سینکڑوں گھوڑ سوار، آبدار تلواریں، ڈھالیں، تیر کمان لیکن پھر بھی ۳۱۳ مجاہدوں کو فتح و کامرانی حاصل ہوتی ہے۔ اور سامانِ جنگ سے لبریز ہزاروں کی فوج اسلحہ اور تیغ و تفنگ سے لیس شکست اور ہزیمت سے ہمکنار ہوتی ہے

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

۳۱۳ مجاہدوں کی اس ٹولی کے پاس ایمان، اتحاد، تقویٰ اور توکل الی اللہ کا اسلحہ تھا۔ جس کی بدولت انہیں کامیابی، کامرانی اور سرفرازی نصیب ہوتی۔

مسلمانوں نے اپنی سینکڑوں سالہ حکمرانی سے دنیا کو عظمت دی۔ تہذیب کے سنہرے اُصولوں سے روئے زمین

کے کونے کونے کو جلا بخشی، دستور اور قانون بدل گیا، جنگ و صُلح کے اسلوب بدل گئے، معیشت و عدالت کے اطوار بدل گئے الغرض تمدن کے ایک ایک شعبے کی کایا پلٹ گئی، ہر سمت خیر ہی خیر، ہر طرف تعمیر ہی تعمیر، ہر جانب ارتقاء ہی ارتقاء تھا۔

پھر اسلامی دورِ خلافت آہستہ آہستہ رُو بہ زوال ہونا شروع ہوگیا اور مسلمانوں نے اپنی کوتاہیوں، کفار کی چالوں، مادہ پرستی، بے اتفاقی اور اپنوں کی غدّاری وغیرہ کی وجہ سے وہ عظیم میراث کھو دی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اولادِ آدم کی فلاح کے لئے قائم کی۔

(دوسری طرف جن لوگوں نے اسلامی نظام قائم کیا اُن کی تعلیمات اور احترام اسی طرح قائم رہا جس طرح پہلے تھا اس طرح لوگ آج پھر اُن کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ ان کے مقاصد اور نمونے آج بھی انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک انسانوں کو متحرک کرنے کی طاقت رکھتے ہیں) اس طرح آہستہ آہستہ مسلمانوں کے مقاماتِ مقدسہ غیروں کے قبضے میں چلے گئے۔ جن میں اسلامی تعلیمات کے مراکز تاشقند، سمرقند اور بخارا وغیرہ شامل ہیں۔ اور سب سے بڑا سانحہ یہ ہوا کہ قبلۂ اول بھی یہودیوں کے قبضے میں چلا گیا۔

لادینی اور الحادی طاقتوں نے ابھی دم نہ لینے کی صورت میں بھی وقتاً فوقتاً آزاد خود مختار اور اسلامی ممالک پر حملے کرتی گئیں۔

جہادِ افغانستان کا مستقبل:

افغانستان پر سوویٹ یونین کا قبضہ بھی اسی زنجیر کی ایک کڑی ہے۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ افغان قوم پر کبھی بھی کسی دوسری قوم نے حکمرانی نہیں کی۔ اور وہ ازل سے ایک آزاد اور خود مختار قوم چلی آ رہی ہے

روس کی جارحیت کے نتیجہ میں افغانیوں نے اپنے ماضی کے ادوار پر نظر ڈالی اور ہر طرف سے انہیں یہی جواب ملا کہ ظالم کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ۔ چنانچہ افغانوں نے اس فیصلہ پر لبیک کہا اور میدانِ جہاد میں روسیوں کے خلاف بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق۔ اس وقت مجاہدین کے پاس کتنی قوت تھی اور روس کے پاس کتنی۔ اگر دیکھا جائے تو اعداد و شمار کے لحاظ سے روس اس وقت اسلحہ اور افرادی قوت کے معاملے میں دنیا کے دیگر ممالک میں سب سے آگے ہے۔ جدید آلاتِ حرب کی تیاری کے میدان میں اُس کی پوزیشن اوّل ہے۔ افواج کی تعداد بھی سب سے زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ وہاں ہر شہری کے لئے دو سال فوجی تربیت لازمی ہے۔

اس طرح وہاں کی پوری آبادی ریزرو فوج ہے اور یہ فوج ہر وقت جنگ میں شامل کرا سکتا ہے۔

اس کے مقابلے میں افغان مجاہدین کے پاس سب سے بڑا اسلحہ جس پر ان کا انحصار ہے اور جس پر وہ کامرانی اور کامیابی کے موجودہ مرحلے تک پہنچے ہیں وہ ہے ایمان باللہ اور توکل الی اللہ اور آخرت پر کامل ایمان یہی مسلمان کا حقیقی اسلحہ رہا ہے۔ یہ صورتِ حال بالکل جنگ بدر جیسی ہے کیونکہ وہاں بھی ہزاروں کفار اور آلاتِ حرب سے لیس اور مسلمان سینکڑوں کی تعداد میں تقریباً خالی ہاتھ۔ یہاں بھی روسی ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں اور مجاہدین سینکڑوں کی تعداد میں۔ لیکن پھر بھی کامیابی و کامرانی اُن کے قدموں کو چومنے کے لئے بیقرار ہے۔ کیونکہ مجاہدین کو اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ ہے۔ اور اُن کا سوچ یہ کہ اگر آزادی کی خاطر شہید ہوگئے تو سب سے بڑی آرزو پوری ہو جائے گی۔

اگر مسلمان اللہ کی تائید کا سہارا نہ لے تو وہ کبھی غلبہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اصلی اسلحہ اور قوت اللہ پر ایمان ہے۔ اصل صورتِ حال اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے موجودہ حالات میں مجاہدین کی تعداد لاکھوں تک جا پہنچی ہے۔ اسلحہ بھی ہے اور اللہ کی تائید سے مختلف ذرائع سے اُنہیں اسلحہ مل بھی رہا ہے۔ لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ اُس وقت بھی اُن کا ایمان تھا کہ اللہ کی تائید و نصرت حاصل ہوگی جب اُن کی تعداد چند سو سے زائد نہ تھی اور اب بھی۔

مجاہدینِ افغان نے ایمانداری، حوصلہ مندی،

اور شجاعت کی وہ عظیم مثالیں قائم کی ہیں جنہیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے اب روس کو اپنی حماقت کا یقین ہو چکا ہے۔ روس افغانستان کی دلدل میں پھنس کر پسپا ہو رہا ہے وہ مسلسل رو بہ شکست ہے اور مجاہدین کی فتح مبین کا سورج پورے آب و تاب سے جلوہ گر ہونے والا ہے۔

لیکن افسوس صد افسوس آج سینۂ ہستی پر ایک ارب یعنی ہر پانچواں فرد مسلمان ہے۔ لیکن پھر بھی مسلمان ہر جگہ رسوا اور ذلیل ہیں، فلسطین ہو یا ایتھوپیا۔ فلپائن ہو یا کشمیر

افغانستان کے مجاہدین چیخ چیخ کر دنیا بھر کے مسلمانوں سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اے پوری دنیا کے مسلمانو! اے اسلامی مکتب فکر کے فرزندو! اور اے اسلام کے محافظو! اپنی نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ کیا ہماری مثال تمہارے سامنے نہیں ہے۔ ہمارے پاس کیا تھا۔ نہ جہاز نہ توپ اور نہ میزائل لیکن پھر بھی ہم نے ایک بڑی طاقت کو اپنی پاک زمین سے مار بھگایا اور اُسے ذلت و خواری سے ہمکنار کیا۔

اصل میں اللہ پر ایمان اور جذبۂ جہاد و اتحاد بڑی طاقتیں ہیں۔ اگر اسلام کی سربلندی کے لئے تمام ایک ہو جائیں۔ تو پھر فرشتے بھی ان کی امداد کے لئے اُتر آئیں گے۔

بقیہ: بھارت ہمارا ایک جھٹکا

حالتِ نزاع پر خاموش تماشائی بنی تھی پوری دنیا کرملن کے اس وحشیانہ عمل کے خلاف احتجاج کر رہے تھے مگر اندرا جی خاموش تماشائی بنی بیٹھی تھی۔ اب جب کہ روسیوں کی جارحیت اور ناجائز پالیسیوں کی بھرپور حمایت سے بھارت بالکل ننگا ہو کر سامنے آ گیا ہے ہم بھارت کے منی سوپر پاور کے خواب کو اسی طرح بے تعبیر بنا دیں گے جس طرح روسیوں کے گرم پانیوں تک پہنچنے کے خواب بنا دیا ہے۔ بھارت انتظامیہ خود آج کل داخلی انتشار اور خلفشار کا شکار بن چکی ہے۔ وہ اپنے اندرونی مسائل حل کرنے سے عاجز آ چکی ہے۔ ملک کے اکثر و بیشتر علاقوں میں خونریز جھڑپیں، دھماکے اور قتل و غارت کے واقعات ہو رہے ہیں۔ بھارت اپنے ہمسایہ ملکوں میں مداخلت کر کے یعنی سری لنکا۔ نیپال، بنگلہ دیش اور پاکستان اور ساتھ ہی افغانستان کی موجودہ صورت حال میں ٹانگ لڑا اپنے عوام اور دنیا کی توجہ اپنی صورتحال سے ہٹانا چاہتا ہے۔

بقیہ: مومن ہے تو ...

باوجود اس کے چہرے پر کوئی ملال اور پریشانی نہ تھی بلکہ ملاقات کے دوران وہ مجاہد بڑی شان سے بولا۔ "اللہ کا شکر ہے کہ بندوق کا ٹریگر دبانے کے لئے دو انگلیاں تو سلامت ہیں"۔

مختلف مراکز پر کٹی ہوئی ٹانگوں والے مجاہدین سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا لیکن کسی کے چہرے پر بھی حزن و ملال یا افسردگی نہ تھی۔ کسی کو بھی اپنے ہاتھ پاؤں یا ٹانگیں ضائع ہونے کا افسوس نہ تھا اور نہ ہی کسی کے جذبہ جہاد میں اس سے کوئی فرق آیا تھا۔ ہر مجاہد کے چہرے پر آرزوئے شہادت کی بیقراری صاف پڑھی جا سکتی تھی۔ یہ جذبۂ جہاد اور یہ شوقِ شہادت چشمِ فلک نے قرونِ اولیٰ کے مجاہدین کے بعد صرف افغانستان میں دیکھا ہے کہ کافر بھی کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اس قوم کو کیسے شکست دیں جس کے افراد کو اپنی طرف آتی ہوئی گولی میں دائمی زندگی اور جنت کے مناظر نظر آتے ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ نسیم حجازی کا ناول پڑھ کر میرے ذہن میں محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، خالد بن ولید اور غرناطہ کے شاہین کی جو تصویریں بنی تھیں وہ میں نے زندہ صورت میں افغانستان کے پہاڑوں میں دیکھی ہیں کہ نو سال کے بچوں سے لے کر اسی سال تک کے مجاہدین کو میدانِ جنگ میں ایک ہی جیسے جذبۂ جہاد سے دشمن سے نبرد آزما دیکھا ہے۔

جمعیت اسلامی کے ان مجاہدین نے چائے کا بہت اصرار کیا مگر وقت کی کمی کے باعث ہم نے معذرت کر لی۔ حماد ٹی کا مرکز دیکھنے کے بعد رات کو واپس الفتح غنڈ پہنچے۔ چوتھے دن استاد سیاف کے مجاہدین کا مرکز "غنڈ الشہادت" عرب اور دوسرے ممالک کے مجاہدین کا مرکز "مرکز الجدید" اور مولوی یونس خالص کے مجاہدین کے مراکز دیکھے۔ ہر جگہ مجاہدین میں ایک ہی جیسا خلوص اور جذبہ جہاد پایا۔ سب مجاہدین کا ایک ہی عزم تھا کہ کابل پر مجاہدین کی حکومت کے قیام تک جہاد جاری رکھیں گے رات کو الفتح مرکز کے کمانڈر جناب سید الرحمٰن صاحب سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔

۱۷ اپریل کو ڈاکٹر انیس لاہور اور میں مولانا جلال الدین حقانی کے مرکز ژاور کی طرف روانہ ہوگیا۔

روس ایک ناقابلِ اعتبار دوست

روس وہ واحد ملک ہے جس نے ہر دوست کو آزمائش کے وقت دھوکا دیا ہے۔ اور روس کا ہر دوست اس کی وفاداری کے سلسلے میں بے وقوفوں کی جنت میں رہتا ہے۔ روس سوائے انسان دشمنی، بربریت اور ظلم و تشدد کے سوا کچھ جانتا ہی نہیں۔ وہ دن رات یہی سوچتا ہے کہ دوست کو بیوقوف بنا کر کس طرح اپنا مفاد حاصل کرے۔

روس کی مختصر تاریخ پر اگر نظر ڈالی جائے تو اس کے مکر و فریب اور مظالم کی داستان اتنی طویل ہے جس کی مثال نہیں۔

ستر سال سے کچھ زیادہ عرصہ پہلے جب لینن زار کی گدی پر بیٹھا تو روسیوں نے اپنوں اور بیگانوں کو فریب دینے کے لئے ایسے ایسے گل کھلائے جسے دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ مثال کے طور پر تزاری سامراج کے زیرِ سایہ لینن نے سب قومیتوں کو یہ خوشخبری سنائی: کہ اگر آپ اپنی آزادی لے کر الگ ہونا چاہتے ہوں۔ تو آپ کو مکمل اختیار ہے۔ اس سفید جھوٹ کا عکس

روسیوں کے دستورِ اساسی میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی اس پر عمل نہیں کیا گیا۔ ابتدا میں اپنے مخالفین کی تباہی اور مغلوب قومیتوں کو غلام بنانے کی خاطر طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کئے۔ اسی طرح افغان کمیونسٹوں کے لئے اس نے جو دستورِ اساسی تدوین کی ہے اس میں افغانستان کو مختلف قومیتوں میں حصہ بخرے کرنے کی پیش بندی کی ہے، درحقیقت یہ اسی عشوہ گری کی دوسری صورت تھی جس سے لینن اور سٹالن نے کافی فائدہ اٹھایا تھا۔

اسی طرح ۱۹۲۰ء اور ۱۹۳۰ء کے مابین جب کہ کمیونسٹ حکومت کمزور تھی تو روسیوں نے دوستی اور خیرسگالی اور عدم تجاوز کے عہدنامے اپنے ہمسایہ ملکوں خاص کر افغانستان کے ساتھ دستخط کئے۔ ان عہدناموں کو پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ روسی نہایت نرم اور حق بین لوگ ہیں اور زارِ روس کے استعماری پالیسیوں کے سخت مخالف ہیں، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب وہ کامیابیوں سے ہمکنار ہوتے ہیں تو معاہدوں کو کاغذ کا پرزہ سمجھ کر ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں مثال کے طور پر ۱۹۲۱ء میں اُنہوں نے افغانستان سے جو معاہدہ کیا تھا یہاں اس کا مختصر جائزہ لیں گے۔

افغانستان کے ساتھ ۱۹۲۱ء کے معاہدے میں جو قرارداد کے ساتویں باب میں ہے روسیوں نے مشرقی قوموں کی غیر جانبدارانہ حیثیت مان لی تھی اور قرارداد کے آٹھویں باب میں بخارا اور خیوہ کی آزادی اور غیر جانبداری قبول کی تھی۔ اسی قرارداد کے نویں باب کے تحت زار روس کے زمانے میں بخارا اور خیوہ دونوں کو بزورِ شمشیر لے کر اپنے قول و فعل کا ایفا نہ کیا اور قرارداد کی سیاہی خشک ہونے سے پہلے روس کی افواج نے بخارا اور خیوہ کے ملکوں پر حملہ بول دیا۔ اور وسطِ ایشیا کے یہ دو آزاد اور خود مختار مملکتوں کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا۔ اور جب افغانستان نے روس کے اس کارروائی پر شدید احتجاج کیا تو روس کی حکومت نے جواباً کہا کہ یہ میں روس بالٹا کے معاہدے کے دوران یہ مان چکا تھا کہ مشرقی یورپ کی قومیتیں اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق جمہوری قوانین تدوین کریں گے اور آزاد انتخابات منعقد کریں گے۔ اور اپنی مرضی کے مطابق حکومتیں تشکیل کرتے رہیں گے۔ لیکن اس معاہدے کو روسیوں نے سابقہ تمام معاہدوں کی طرح پاؤں تلے روند ڈالا اور آج تک

عبوری حکومت کی کابینہ

کی تشکیل کامیابی کی ایک اور جھلک

جہادی رہنماؤں کی طرف سے عبوری حکومت کا اعلان اور اب عبوری حکومت کی کابینہ کی تشکیل افغان مجاہدین اور جہادی تنظیموں کی یگانگت اور یکجہتی کا آئینہ دار ہے۔ عبوری حکومت کے سربراہ جناب انجنیئر احمدشاہ نے اپنی کابینہ کے وزرا کے ناموں کا اعلان کرکے اس امر کا ثبوت دیا کہ افغان قوم اپنے مستقبل کے تعین کا خود صلاحیت رکھتی ہے اور اس طرح دشمن کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیئے گئے۔

افغان مجاہدین کی عبوری حکومت کے سربراہ جناب انجنیئر احمدشاہ نے ۱۵ جون ۱۹۸۸ء کو اتحاد کے مرکزی دفتر میں ایک پرہجوم پریس کانفرنس کے دوران اپنی کابینہ کے وزراء کے ناموں کا اعلان کیا۔ افغان مجاہدین کے سات جماعتی اتحاد کی سپریم کونسل جو مختلف تنظیموں کے راہنماؤں پر مشتمل ہے۔ کابینہ کی توثیق کر دی ہے۔ اب تک نائب صدر اور نائب صدر کے معاون کے علاوہ کابینہ کے ۱۳ ارکان کا تعین کیا گیا ہے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔ نائب صدر نجات ملی کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر ذبیح اللہ، جن کے معاون مولانا محمدشاہ فضلی ہوں گے۔ حاجی دین محمد وزیر دفاع سید نوراللہ عماد وزیر داخلہ، قاضی نجی اللہ وزیر خارجہ، محمد اسمٰعیل صدیقی وزیر خزانہ، ڈاکٹر فاروق اعظم وزیر ہاؤسنگ و آبادکاری، مولوی حمزہ وزیر تعلیم، مطیع اللہ وزیر زراعت دین محمد گروان وزیر سائنسی ترقی، علی انصاری وزیر انصاف، محمد یاسر وزیر اطلاعات، عبدالعزیز وزیر منصوبہ بندی اور واثق واعظ زادہ وزیر صحت۔ مستقبل قریب میں دیگر وزراء کی شمولیت متوقع ہے۔

عبوری حکومت کے سربراہ کی طرف سے یہ عندیہ نہایت خوش آئند ہے کہ عبوری حکومت انشاءاللہ تین ماہ کے اندر اندر افغانستان میں قائم کی جائے گی۔ اور مستقبل کی حکومت کے قیام و تشکیل کے لئے انتخابات کی راہ ہموار کریگی۔

یقین واثق ہے کہ یہ حکومت کم مدت میں زیادہ عملی اقدامات کریگی۔ کیونکہ یہ حکومت مجاہد راہنماؤں کی مکمل اتفاق رائے کے نتیجے میں برسر اقتدار آئی ہے۔ ہم دست بہ دعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس حکومت کو اپنے مشن میں کامیاب و سرفراز فرما دے۔

مشرقی یورپ کی قومیتوں کو آزادی کا نغمہ گاتے کسی نے نہیں دیکھا۔ ۱۹۵۶ء میں روسیوں نے ہنگری پر دعویٰ بول دیا اور اپنے اتحادیوں کو کہا کہ ہم سے ہنگری نے امداد کا مطالبہ کیا لیکن ان اتحادیوں نے روس کے اس دعوے کو بالکل رد کر دیا۔ روسیوں نے ۱۹۶۸ء میں بھی چیکوسلواکیہ پر قبضہ کرتے وقت یہی کچھ کہا تھا۔ لیکن چیکوسلواکیہ کے اس وقت کے ڈائریکٹر جنرل الیگزانڈر دوبچک اور چیکوسلواکیہ کی حکومت نے بار بار اعلان کیا کہ ہم نے روسیوں اور وارسا پیکٹ کے دیگر ممبروں سے فوجیں بھیجنے کے لئے کبھی بھی درخواست نہیں کی تھی۔ لیکن روسیوں نے اپنی بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے چیکوسلواکیہ پر قبضہ جما لیا۔

۱۹۷۹ء کے اواخر میں روسیوں نے افغانستان پر حملہ کیا اور اس کے بعد بار بار یہی اعلان کرتے رہے کہ ہمیں افغانستان کی حکومت کی طرف سے محدود فوجوں کے بھیجنے کی دعوت دی ہے۔ لیکن جیسا کہ حفیظ اللہ امین کا قتل صیغۂ راز میں رکھ نہ سکا روس کا یہ دعویٰ کہ ہم افغانستان کی حکومت کی دعوت پر افغانستان آئے ہیں غلط اور جھوٹ کا پلندہ ثابت ہوا۔ اگرچہ افغانوں سے امین کا قتل پوشیدہ رکھنا ممکن نہ تھا۔ لیکن باقی دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے روس نے یہ ڈھونگ رچایا تھا روس کو اس دعوت کے دعوے کا پول اس وقت کھل گیا۔ جب کہ نئی دہلی کے ایک میگزین کے نمائندے کا (Pratab Vidih) ببرک کارمل سے انٹرویو ۴ مئی ۱۹۸۱ء کے مذکورہ میگزین کے شمارے میں شائع ہو گیا۔ اس انٹرویو میں ببرک نے کہا تھا۔ کہ میں نے اپنے خلقی ساتھیوں اور روسیوں کو خود دعوت دی تھی کہ افغانستان آ کر امین کو قتل کیا جائے یہ بات غلط ہے کہ روسیوں کو حفیظ اللہ امین نے فوجیں بھیجنے کی دعوت دی تھی۔

ببرک کارمل نے اسی انٹرویو میں مزید اعتراف کیا کہ تره کئی کے قتل کی وجہ سے حفیظ اللہ امین کی حکومت غیر قانونی ہو گئی اس نے مزید کہا کہ دس دن پہلے بھی ۱۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو ہم نے روسی ساتھیوں سے التجا کی کہ اپنی فوجوں کے محدود رجمنٹ افغانستان بھیجے اور سی۔ آئی۔ اے کے ایجنٹ حفیظ اللہ امین کو قتل کر دے چنانچہ شوروی اتحاد نے افغانستان کے قانونی لیڈرشپ کا یہ تقاضہ من وعن مان لیا۔ چونکہ ببرک کارمل خود چور دروازے سے اقتدار پر قابض ہو گیا تھا اس لئے روسی فوجوں کو افغانستان میں داخلے کی دعوت کا وہ مجاز نہ تھا۔ ببرک کی ان باتوں کے قانونی حیثیت کو چھوڑ کر اگر حقائق سامنے جائیں پھر بھی یہ سب کچھ ایک افسانے سے کم نہیں۔

اس ضمن میں ببرک کارمل کے والد جنرل حسین خان سے منسوب یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہے کہ "میرے بیٹے کے بارے میں جو کچھ کہنا چاہتے ہو ضرور کہو۔ لیکن یہ مفروضہ درست نہیں ہے کہ ببرک روسیوں کو افغانستان لایا ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ روسیوں نے ببرک کو افغانستان لایا تھا۔" دسمبر (جدی) کے چھٹے روز سے لے کر آج تک روسیوں نے افغان کمیونسٹوں کو پوری طرح تربیت دی ہے۔ اور اگر باہر کی دنیا کے حالات سے واقف لوگ جو تاریخ عالم سے آگاہ ہیں یہ کہیں کہ روس پر بھروسہ نہ کیا جائے۔ تو ہمارے ہم وطن اس بات سے بخوبی آگاہ ہو چکے ہیں کہ روس کی باتوں پر کتنی یقین کرنی چاہیئے اگر یہ سوال روس کے حلقہ بگوش غلام ببرک [illegible]ل سے بھی کیا جائے۔ تو وہ بھی بلاخوف ضرور کہے گا کہ روس ایک ناقابل اعتبار دوست ہے۔"

روس کی بداعتمادی اور اس کی باتوں پر یقین کرنا ایک ایسا تاریخی درس ہے کہ افغانستان کے مجاہدین کو چاہیئے کہ اس حقیقت کی طرف پورے متوجہ رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابھی تک ہماری ملت اور خاص کر مجاہدین روس اور اس کے غلاموں کے شعبدہ بازیوں میں نہیں آئے اقدام بحالت ایمرجنسی محدود فوجیوں کی کاروائی تھی اور شوروی فوجیوں کا انخلا بہت جلد عمل میں آ جائے گا۔ اسی طرح روس اور افغانستان کے ۱۹۲۱ء کے قرارداد کے ذیل باب پر کوئی عمل نہیں کیا گیا اور پنجدی کے افغانی علاقے پر روس کا قومی جھنڈا لہرا دیا گیا۔

افغانستان اور روس کے درمیان ۱۹۲۱ء والے قرارداد کو روس کی طرف سے توڑنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ افغانستان اس وقت فوجی اعتبار سے

بہت کمزور ملک تھا۔ افسوس تو یہ ہے کہ اس وقت کے دیگر اسلامی ممالک نے افغانستان کے احتجاج کا زبانی بھی تعاون نہیں کیا۔

افغانستان کی طرح کمیونسٹ نظام کی کمزوری کے وقت روس نے باقی ہمسایہ ممالک کے ساتھ بھی دوستی اور عدم تجاوز کے معاہدات پر دستخط کئے۔ لیکن جب روس نے طاقت حاصل کی۔ تو ان معاہدوں کا ذکر بھی گوارا نہیں کیا

فروری ۱۹۲۰ء میں روس نے (Treaty of Tarta) کے معاہدے کے تحت استونیا کی آزادی تسلیم کر لی اور اسی سال بحیرۂ بالٹک کے دو اور آزاد ممالک یعنی لیتوانیا اور لٹویا کے ساتھ عدم تجاوز کے معاہدوں پر دستخط کئے۔ دوسری طرف کمیونسٹ روس نے ۳۱ مئی ۱۹۲۴ء کو چین کے ساتھ معاہدے پر دستخط کرتے ہوئے منگولیا کو چین کا اٹوٹ انگ قرار دیا تھا۔

اسی طرح روس نے ۱۹۲۱ء میں پولینڈ کے ساتھ معاہدہ کیا۔ جس کے نتیجے میں پولینڈ اور روس کے مابین مشترکہ سرحد قائم ہو گیا اور پھر ۱۹۳۲ء میں کمیونسٹ روس اور پولینڈ کے مابین دوسری قرارداد پر دستخط کئے گئے۔ روس اپنی کمزوری کے وقت اس قسم کے دو طرفہ معاہدات کیا کرتا تھا اور جب پورا طاقتور ہو جاتا تو ان طے شدہ معاہدوں کو یک طرفہ پاؤں کے نیچے روند ڈالتا۔

یورپ میں تیسری دہائی کے اواخر میں کمیونسٹ روس کے مقابلے میں جرمن فاشزم ابھر آیا۔ جرمن فاشزم خود ملک گیری کے ہوس میں مبتلا تھا۔ اور اسی راستے میں کسی قسم کی رکاوٹ کو برداشت نہیں کرتا تھا۔ ان حالات میں جرمن کو راضی کرنے کے لئے کمیونسٹ روس نے اس کے خلاف تبلیغات بند کر دیں۔ اور تاریخ کے اسی مرحلے میں جبکہ جرمنی میں لاکھوں انسانوں کا قتل عام جاری تھا تو اس وقت ان دونوں غاصب قوتوں نے انسانیت کی بربادی کے لئے ایک دوسرے کو دوستی کا ہاتھ دیا (۱۹۳۹ء (German Sowet Pact of Aug معرض وجود میں آگیا۔ اس وقت سے روس نے فاشیست جرمنی کے ساتھ دوستی بڑھا دی تو متوقع خطرات کی پیش بندی کے لئے دوسرے ملکوں کی تسخیر شروع کر دی۔

چنانچہ روس نے ۱۷ ستمبر ۱۹۳۹ء کو پولینڈ پر حملہ کیا۔ اور پولینڈ کے ساتھ ۱۹۲۱ء اور ۱۹۳۲ء کے قراردادوں کو پاؤں تلے روند ڈالا۔ مشرقی پولینڈ کو کمیونسٹ جمہوریت کا حصہ بنا دیا گیا۔ پولینڈ کے بعد فنلینڈ کی باری آئی اور اسے بھی روس کا اٹوٹ انگ بنا دیا گیا۔ فنلینڈ کی حکومت نے ۳ دسمبر ۱۹۳۹ء کو اقوام متحدہ میں روس کے اس حملے پر سخت احتجاج کیا اس کے جواب میں روس نے کہا کہ فنلینڈ کے ڈیموکریٹک جمہوریہ نے روس سے امداد کی درخواست کی تھی اور اسی درخواست کے نتیجہ میں اقوام متحدہ نے اسی ضمن میں ایک خصوصی کمیٹی مقرر کر لی۔ اسی کمیٹی نے دریافت کیا اور کہا کہ فنلینڈ ڈیموکریٹک جمہوریت کا کوئی وجود نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ روسیوں نے روس اور فنلینڈ کی مشترکہ سرحد کے نزدیک ایک گاؤں میں اسی نام کا ایک جمہوریت بنا دیا اور اس کا سربراہ ایک غیر مشہور شخص (KUUSINEN) مقرر کیا۔ اس شرمناک واقعہ کے طشت از بام ہونے کے بعد روس کو اقوام متحدہ سے خارج کر دیا گیا اور معلوم ہوا کہ فنلینڈ کی ڈیموکریٹک جمہوریت ایک مذاق تھا۔

دوسری جنگ عظیم کے اختتام کے بعد روس نے اور بہت سے ملکوں پر ناجائز قبضہ کیا، مشرقی جرمنی، جاپان، چیکوسلواکیہ سے بھی بہت سے علاقے غصب کر لئے اور بحیرۂ بالٹک کے ساحل پر واقع جمہوریتوں کو بھی ہڑپ کر ڈالا۔ ۱۹۴۵ء کے ماہ فروری اور آئندہ کے لئے بھی چاہیئے کہ وہ ہوشیار رہیں اور ان کی جھوٹی باتوں میں نہ آئیں۔

ابھی فتح مبین نزدیک ہے روس اپنی شکست مان چکا ہے۔ لیکن جیسا کہ ۱۹۲۱ء اور ۱۹۳۱ء کے درمیان روسیوں نے اپنی کمزوری کی وجہ سے دنیا والوں کے ساتھ دوستی اور بھائی چارے کے نام پر ہمیشہ دھوکہ اور فریب دیا اسی طرح اللہ اور رسول کے یہ منکر مسلمانوں کو فریب اور دھوکہ دینے کی کوششیں جاری رکھیں گے۔ ہمیں چاہیئے کہ کوئی بھی مسلمان روس یا اس کے غلاموں یعنی "خلق اور پرچم" پر کسی قسم کا یقین بھروسہ یا اعتماد نہ کریں۔

ترجمہ - ذبیح احمد آفریدی

فضل سبحان - پشاور یونیورسٹی

افغان جہاد اور پاکستانی معیشت

چودہ سو سالہ پرانی تاریخ پر نظر دوڑانے سے ہجرت کی ایک داستان ملتی ہے۔ جب حضورؐ نے مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے انصار مدینہ اور مہاجرین مکہ کے درمیان مواخاۃ کا نظام قائم کیا تھا۔ اور ہر ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کے ساتھ بھائی کے رشتے میں منسلک کیا تھا۔ تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ انصار نے نہ صرف مہاجرین کو بسایا تھا بلکہ اپنی جائداد اور املاک میں بھی اُن کو برابر کا حصہ دار بنایا تھا یہی وجہ تھی کہ جب مسلمانوں کو سکون اور جائے قرار ملی تو مسلمانوں نے وہاں پر اپنا ہیڈکوارٹر بنا کر قولی جہاد کے ساتھ عملی جہاد بھی شروع کی۔ اور پھر خندق کے پتھروں کو توڑتے وقت حضورؐ مسلمانوں کو قیصر و کسریٰ کو مُسخر کرنے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ اور پھر تاریخ ثابت کرتی ہے کہ اُس وقت کے دو سُپر پاورز روم اور ایران کے تخت و تاج نے مسلمانوں کے قدم چُھوم لئے اور مسلمانوں نے ایک عظیم فلاحی اسلامی ریاست قائم کی۔ کہ جس کے امیر مملکت فرات کے کنارے مرنے والے کتے کی موت کے ذمہ دار اپنے آپ کو ٹھہراتے ہیں۔ اُن حالات و واقعات کو سامنے رکھ کر اس دور حاضر کا جائزہ لیں کہ ہم آج اپنے مہاجر بھائیوں کی کتنی مدد کرتے ہیں۔ اور کیا واقعی وہ ہماری معیشت پر بوجھ ہیں؟

۱۹۷۸ء سے پہلے اور بعد کے دور کے موازنے سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ:

(ا) معیار زندگی:

افغان مہاجرین کی آمد سے قبل اور بعد کے حالات کا تجزیہ کرنے سے یہ بات بخوبی عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ پاکستان اور خصوصاً صوبہ سرحد کے عوام کی زندگی اور معیشت پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ ایک طرف افغان عوام نے پاکستان اور صوبہ سرحد کے عوام کا سویا ہُوا جذبۂ جہاد بیدار کر دیا ہے۔ تو دوسری طرف یہاں کے عوام کے معاشی خوشحالی کے بھی باعث بنے ہیں۔ اکثر و بیشتر ممالک افغان مہاجرین کی مالی مدد کر رہے ہیں۔ جس سے کافی سرمایہ پاکستان منتقل ہو رہا ہے۔ اور یہاں پہ مختلف کاموں اور مقامی صنعتوں پر صرف ہونے سے معاشی خوشحالی کا باعث بن رہا ہے۔ وہ دشت و بیابان جہاں پر سڑک، درخت اور پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اور جو کہ غیر آباد اور غیر محفوظ تھے۔ آج وہاں پر پانی کے لئے ٹیوب ویلز، درختوں کے جھنڈ اور سڑکوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ جس سے آب و ہوا اور مقامی لوگوں کے معیار زندگی پر کافی اثرات پڑ گئے ہیں۔ اور بیابان، بنجر زمینیں باغوں اور لہلہاتے کھیتوں کا نظارہ پیش کر رہے ہیں۔

(ب) ذرائع حمل و نقل:

افغان عوام اپنے ساتھ افغانستان

سے ٹرکوں، بسوں اور کاروں کے قافلے بھی ساتھ لائے. جس کی وجہ سے یہاں پر ٹرانسپورٹ کے مسئلے کو حل کرنے میں کافی کردار ادا کیا. جب کہ حکومت کے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ صوبہ سرحد اور بلوچستان کے دور دراز علاقوں کے لئے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کا انتظام اتنے قلیل کرایوں کے عوض کر سکیں. جب کہ ٹرکوں کے استعمال سے سامان کے نقل و حمل کے لئے کرایوں میں اضافے کو کافی حد تک کنٹرول کر لیا گیا ہے

ایمپلائمنٹ:

پاکستان کی ناقص منصوبہ بندی اور معاشی پالیسی اور بیرونی قرضوں کی بوجھ کی وجہ سے یہاں پر بیروزگاری بہت زیادہ ہے۔ اکثر ترقی پذیر ممالک کی طرح پاکستان کو بھی ترقی یافتہ ممالک کے قرضہ جات پر انحصار کی وجہ سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے. جب کہ مہاجرین کی آمد کے بعد یہاں پر اقوام متحدہ اور دیگر ترقی یافتہ ممالک نے یہاں پر رفاہی اور فلاحی ادارے قائم کئے ہیں جس میں تیس ہزار سے زائد ڈاکٹر انجینئر، ڈسپنسر، اکاؤنٹنٹ اور کئی دوسرے شعبوں کے لوگ کام کر رہے ہیں۔ ان اداروں نے حکومت پاکستان کو یہ موقع فراہم کیا ہے کہ وہ اس دوران طویل منصوبہ بندی کر کے بے روزگاروں کو روزگار مہیا کر سکیں اور پاکستانی اور غیر ملکی اداروں میں کام کر کے پاکستانی معیشت کو سنبھالا دیتے ہیں اور اپنی پوزیشن مستحکم کرنے میں کافی مدد کر رہے ہیں اُن کی تنخواہوں کی شرح پاکستانی تنخواہوں سے دُگنی ہے، ایک ڈاکٹر کی کم سے کم تنخواہ تین ہزار اور زیادہ سے زیادہ سات ہزار تک ہے۔ جب کہ ایک چوکیدار کی کم از کم تنخواہ ایک ہزار اور زیادہ سے زیادہ دو ہزار تک ہے. جن کی اوسط ساڑھے چار ہزار بنتی ہے. جو کہ پاکستان کسی بھی صورت میں نہیں دے سکتا۔

مقامی صنعتی ترقی:

افغان مہاجرین کی اکثریت غریبوں پر مشتمل ہے. لہٰذا وہ پاکستانیوں کی طرح درآمد شدہ مہنگی اشیاء استعمال کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے اس لئے افغان مہاجرین یہاں کی مقامی اشیاء کو ترجیح دیتے ہیں اور تیس ہزار سے زائد لوگ مقامی اشیاء استعمال کر کے یہاں مقامی صنعت کو ترقی دے رہے ہیں. جس سے ان اشیاء کا معیار بھی بلند ہو رہا ہے اور افغان مہاجرین کو ملنے والی مالی امداد یہاں کے مقامی صنعت کو ترقی دینے میں صرف ہو رہا ہے۔

پاکستان کی دفاع:

افغان مجاہدین مغربی سرحدوں پر سپر پاور روس کو مزید آگے بڑھنے سے روکے رکھا ہے. اور افغانستان پر حملے سے پاکستان کی سٹریٹیجک پوزیشن اور بھی اہمیت اختیار کر گئی ہے. جس کو ساری دنیا تسلیم کرتی ہے. کیونکہ روس بحرِ ہند کے گرم پانی تک پہنچنا چاہتا ہے. جس کی راہ میں واحد رکاوٹ پاکستان ہے امریکہ اور مغربی دنیا پر یہ عیاں ہے کہ اگر پاکستان کی مدد نہ کی گئی۔ تو روس بحرِ ہند تک پہنچنے سے کوئی نہیں روک سکتا، امریکہ اور دوسرے کئی ممالک اس وجہ سے پاکستان کی اقتصادی اور دفاعی ضروریات کو پورا کرنے میں مدد دے رہے ہیں

افغانستان پر حملے کے بعد اپنے دفاعی ضروریات کو اپنے ہی وسائل سے پورا کرنے سے ہماری معیشت بُری طرح متاثر ہو سکتی تھی۔

پاکستان کی معیشت کے تین بنیادی ذرائع میں سے ایک ذریعہ افغان مہاجرین ہیں۔ بیرونی کرنسی یہاں منتقل ہو کر خرچ ہو رہی ہے ان وجوہات کی بنا پر افغان مہاجرین نہ صرف ہمارے لئے دفاعی دیوار ہیں۔ بلکہ ہماری معاشی خوشحالی کا بھی باعث بنے ہوئے ہیں۔

اسلامی نظامِ حکومت اور اس کے کارکنوں کے اوصاف و ذمہ داریاں

آج کل پاکستان اور افغانستان کے مومن اقوام اپنے اپنے سرزمینوں پر جو اسلامی حکومت کو قائم کرنے کا پختہ عزم اور تہیہ کر رکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بارے میں کچھ وضاحتیں نذرِ قارئین کرتے چلا جاؤں۔ تاکہ ہم جان لیں کہ اسلامی حکومت کا خدوخال کیا ہے اور اس کی ضرورت اور اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے کس طرح مشینری کی ضرورت ہے؟

اسلامی حکومت کی ضرورت اور اس میں کارکنانِ حکومت اور سرکاری عہدیداروں کے فرائض و واجبات اور ان کے اوصاف و آداب معلوم کرنے کے لئے جب ہم اسلامی لٹریچر کی ورق گردانی اور تحقیق کرتے ہیں۔ تو اس بارے میں ہمیں معلومات کا اس قدر وسیع اور تفصیلی ذخیرہ دستیاب ہوتا ہے۔ کہ اس مسئلے کا کوئی گوشہ ایسا باقی نہیں رہتا۔ جس میں صاحبِ تحقیق تشنگی محسوس کر سکے۔ البتہ ذخیرہ یکجا اور مرتب شکل میں نہیں ہے۔ اس لئے اس میدان میں تحقیق و طلب کے لئے اُترنے والے کو مختلف کتابوں کی ورق گردانی اور مختلف گلستانوں سے گل چینی کرنی پڑتی ہے۔ یہ ذخیرہ اپنے دامن میں صحت مند اور مستحکم و مربوط نظامِ حکومت کے ایسے حکیمانہ اور مصلحت آمیز عجائب و نوادر اور ایسے اصول رکھتا ہے کہ اس کے مقابلے میں جدید ترقی یافتہ ادارہ ہائے حکومت ناقص اور نارسا معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ اسلامی نظامِ حکومت کے قوانین وضع کرنے والا ازلی و ابدی وہ لایزال خالق ہے۔ جو کہ ساری کائنات کے اول سے آخر تک ساری مشکلات اور ضروریات پر عالم ہے۔ جس طرح اس کا ذاتِ اقدس ابدی و لامتناہی اور لامثال ہے۔ اسی طرح اس کا بھیجا ہوا قانون "قرآن کریم" بھی لامثال اور ابدی ہے۔ اس میں اعصار اور زمانوں کے تغیر و تبدل سے کوئی طرح تغیر اور تبدل نہیں آتا۔ جب کہ انسانی قوانین انسانوں کے بدلنے کے ساتھ ساتھ بدلے جاتے ہیں۔

قرآن کریم ایک ایسا جامع قانون ہے جو انسانی زندگی کے ساری جوانب پر حاوی ہے اس کا ہر حکم اٹل ہے۔ اس الٰہی و معجز کتاب میں توحید اور عبادات کے پہلو بہ پہلو، معاملات، عقوبات، مخاصمات مناکحات اور حکومت و خلافت کے اصول بھی بیان کئے گئے ہیں اور قرآن کریم کے ایک سو گیارہ آیاتوں میں حکومت و سیاست اور اس کے مشینری اور کارکنوں کے اوصاف کا ذکر آیا ہے۔ مگر چونکہ قرآن کریم میں ساری احکام اجمالی طریقے سے ارشاد ہوئے ہیں۔ احادیث نبوی جو وحی الٰہی کا دوسرا قسم ہے ان کی تفسیر واقع ہوئے ہیں اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو اس حکومت کا پہلا بنیان گزار ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی بندوں کے لئے یہ حکومت اس لئے ضروری سمجھا کہ اس کے بغیر انسانی معاشرے میں برائیاں اور خباثت نے جو جال پھیلایا تھا وہ نہیں مٹا سکتا تھا۔

اس الٰہی حکومت چلانے کے لئے جو سروس سسٹم درکار اور ضروری تھا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بار مدینہ منورہ میں حکومت کے قیام کی خاطر اور مسلمان امت کے آئندہ نسلوں کو ان کی متابعت کرنے کی خاطر اپنے صحابہ کرام سے ایک ایسا پرسینلٹی بنایا جو اپنی خصوصیات اور اوصاف میں بالکل الگ تھلگ تھے

مثال کے طور پر آج کل جتنی حکومتیں اور ان کے کارکن ہیں وہ سب کے سب اُس صفات سے عاری ہیں جو اُن میں پائی جاتی تھیں۔ اور وہ اس طرح کہ آج کل حکومت کے عہدے اور مناصب حصولِ عزت و جاہ اور کسب دنیا کی نہایت کامیاب ذریعے خیال کئے جاتے ہیں۔ اور عام طور پر ان کے متعلق لوگوں میں یہ تصور بھی پائی جاتی ہے کہ یہ اہل ملک کے حقوق میں شامل ہیں۔ اس وجہ سے نہ صرف ان کے حصول کی جدوجہد جائز سمجھی جاتی ہے بلکہ اس راہ میں مقابلہ و مجادلہ، جوڑ توڑ، سازش و سفارش حتیٰ کہ رشوت و جعلسازی کے سارے فن بھی مباح سمجھ لئے گئے ہیں ہر شخص اپنا حق سمجھ کر ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور چونکہ ان سے مال اور عزت دونوں کے حاصل ہونے کی توقع ہوتی ہے۔ اس وجہ سے لوگ جواریوں کی طرح ان کو حاصل کرنے کے لئے بازی کھیلتے ہیں اور جتنی پونجی بھی پاس ہوتی ہے بسا اوقات ساری کی ساری اس داؤ پر لگا دیتے ہیں کہ اگر یہ بازی جیت لی تو ماضی کے سارے نقصانات کی تلافی بھی ہو جائیگی اور مستقبل کی تمام کامیابیوں اور فتوحات کے دروازے بھی کھل جائیں گے۔

لیکن اسلامی حکومت کے پہلے سے جو کارکن تھے دنیا کے اس منحوس غیر انسانی اور وحشیانہ رجحان سے بالکل برعکس تھے۔ وہ نبوی تربیت کے مطابق سرکاری منصب طلب کرنے کو بہت بڑا گناہ سمجھ کر اس سے کوسوں میل بھاگتے تھے۔ کیونکہ ان کو یہ سمجھایا گیا تھا کہ سرکاری عہدہ ایک بہت بڑا سنگین امانت ہے۔ اس امانت میں اگر کوئی ناکام ہو جائیں یا اس میں خیانت کر بیٹھے تو وہ دنیوی اور اُخروی عذاب اور ملامتی کا مستحق بن جاتا ہے وہ سمجھتے تھے کہ اسلامی نظام اپنی سیاسی پالیسی میں بھی دنیا کے دوسرے نظاموں سے الگ مقام رکھتا ہے۔ اسلام سرکاری ملازمت اور عہدیداری کو حصولِ جاہ و منزلت، منفعت جوئی اور کسب دنیا کا ذریعہ قرار نہیں دیتا بلکہ اسے ایک ناگوار تکلیف اور امت کی پاسبانی اور حقوق افراد کی کٹھن اور زہرہ گداز ذمہ داری قرار دیتا ہے۔ جو شخص اس ذمہ داری کو اپنی پشت پر لاد دیتا ہے اور پھر اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے بجائے اطمینان سے گھر میں بیٹھا رہتا ہے یا تغافل برتتا ہے وہ خدا کی نگاہ میں مبغوض ٹھہرتا ہے۔ قیامت کے دن اہل جنت کے زمرے میں اس کا کوئی مقام نہیں ہوگا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَا مِنْ اَمِيْرٍ يَلِيْ اَمْرَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ لهم لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ معهم (رواہ مسلم)

"جو شخص مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار بنایا جائے پھر نہ تو وہ ان کے لئے دوڑ دھوپ کرے اور نہ ان کی خیر خواہی کرے ان کے ساتھ وہ جنت میں نہیں جائے گا۔"

اسلام اپنی حکومت کے کارکنوں کو صرف یہ امر نہیں کرتا کہ اس ذمہ داری کو پوری سرگرمی اور بے نفسی سے ادا کیا جائے بلکہ کارکنانِ حکومت سے اسلام انسے یہ بھی پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ رعایا اور ماتحتوں کے ساتھ نرمی، دلداری اور شفقت و محبت کا برتاؤ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے رحم حکام کے بارے میں فرمایا ہے

اِنَّ شَرَّ الرِّعَاۃِ الْحُطَمَۃُ (رواہ مسلم)

یعنی بدترین حاکم حطمہ ہے" حطمہ کے معنی ہیں پامال کرنے والا۔ یعنی ایسا سنگدل اور سخت گیر حاکم جو رعایا کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی سے معاملہ کرنے کے بجائے درشت مزاجی اور تندخوئی کا رویہ اختیار کرے اور ان کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کرنے کے بجائے انہیں پامال کرے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ جہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک دل اور مشفق حاکم کے حق میں اللہ سے مہربانی کی دعا کی ہے۔ وہاں سخت گیر اور بدخواہ حاکم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا کی ہے آپؐ کے الفاظ دعائیہ درج ذیل ہیں:

اللّٰھم مَنْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ عَلَیْھِمْ فَاشْقُقْ علیہ وَمَنْ وُلِّیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ بِھِمْ فَارْفُقْ بِہٖ"

اخبار جہاد

صوبہ فاریاب میں روسی بمباری سے بیس دیہات تباہ۔ سینکڑوں افغان شہری ایران کی طرف ہجرت کر گئے

روسی سرحد پر واقع افغان صوبے فاریاب میں روسی طیاروں کی اندھا دھند بمباری سے بیس دیہات ملبے کا ڈھیر بن گئے ہیں اطلاعات کے مطابق اس بمباری سے جانی نقصان کا اندازہ نہیں ہو سکا لیکن خدشہ ہے کہ متعدد افغان عورتیں اور بچے بمباری کا نشانہ بنے ہیں۔ جمعیت اسلامی کے کمانڈر مولوی محمد یوسف نے بتایا ہے کہ بمباری کے نتیجے میں چھ سو خاندانوں پر مشتمل سینکڑوں افغان شہری صوبہ بادغیس کے راستے ایران ہجرت کر چکے ہیں۔ ایک اور اطلاع کے مطابق صوبائی ہیڈ کوارٹر میمنہ شہر کے گرد مجاہدین کا محاصرہ جاری ہے۔ جبکہ دولت آباد علاقے میں چھاپہ مار کاروائی کے دوران مجاہدین نے فوجی قافلے کے ایک ٹینک اور تین ٹرکوں پر قبضہ کر لیا۔

وادی لوگر کے اہم قصبے محمد آغا پر افغان مجاہدین کا قبضہ، فوجی ہیڈ کوارٹر سے بھاری اسلحے اور گولہ بارود پر قبضہ کر لیا گیا

لندن ۴ر جولائی (اترالس افغان)

کابل سے چونتیس کلومیٹر جنوب کی طرف وادی لوگر کے اہم قصبے محمد آغا پر قبضہ کر کے مجاہدین نے کابل اور گردیز کے درمیان زمینی رابطہ منقطع کر دیا ہے حزب اسلامی کے ذرائع نے اس معرکے کی تفصیلات دیتے ہوئے بتایا ہے مجاہدین نے یکم جولائی کی صبح محمد آغا قصبے پر حملے کا آغاز کیا اور راکٹوں میزائلوں کے علاوہ مارٹر گنوں سے فوجی ہیڈ کوارٹر کو نشانہ بنایا جسے تین اطراف سے گھیر لیا گیا تھا۔ ایک گھنٹے کی مزاحمت کے بعد محصور فوجی دستے تمام تر اسلحہ اور گولہ بارود چھوڑ کر کابل کی طرف بھاگ نکلے تاہم دو ٹرکوں پر سوار فوجی مجاہدین کے قابو آ گئے۔ جن کی تعداد نہیں بتائی گئی۔ مجاہدین صبح گیارہ بجے محمد آغا قصبے میں داخل ہوئے جہاں فوجی ہیڈ کوارٹر سے پانچ ٹینک، چار جیپیں، آٹھ ٹرک، سات مشین گنیں، تین سو سے زاید کلاشن کوف رائفلیں اور تین وائرلیس سیٹوں کے علاوہ گولہ بارود اور بھاری سامان رسد پر قبضہ کر لیا گیا۔ گرفتار ہونے والے فوجیوں نے جن میں روسی بھی شامل ہیں تصدیق کی ہے کہ خونریز جھڑپ میں کم از کم دس فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے ہیں مجاہدین نے کابل سے قریب اس اہم قصبے پر قبضہ کر کے گردیز جانے والی شاہراہ کا کنٹرول سنبھال لیا ہے جس کے نتیجے میں کٹھ پتلی انتظامیہ کے لئے صوبہ پکتیا سے زمینی رابطہ موثر نہیں رہا۔ ۲ر جولائی کی شام تک قابض روسی حکام نے جوابی اقدام نہیں کیا۔ لیکن دیکھ بھال کرنے والے طیارے کابل اور گردیز کے درمیان مسلسل پرواز کر رہے ہیں۔

صوبہ غزنی میں مجاہدین نے روسی مگ طیارہ مار گرایا

افغان مجاہدین نے غزنی شہر کے جنوب

مغرب کی طرف سب ڈویژنل قصبے جاغوری کے نزدیک ایک روسی مگ طیارہ مار گرایا جس کا پائلٹ اور عملہ مارا گیا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق مجاہدین نے ۲۸ جون کو جاغوری کے فوجی کیمپ پر راکٹ برسائے۔ جس سے ایک ٹینک اور ایک بکتربند گاڑی تباہ ہو گئی، چھاپہ مار کاروائی کے دوران روسی طیاروں نے مجاہدین کے ٹھکانوں پر بمباری کی جن میں سے ایک مگ طیارہ میزائل کا نشانہ بن گیا افغانستان کی مشرقی وادی کنر کی اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے ۳۰ جون کی صبح اسمار کے علاقے میں گشتی دستے پر حملہ کیا۔ جس کے دو کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگئے۔ اسی روز جلال آباد سے وادی کنر آنے والی شاہراہ پر نورگل قصبے کے نزدیک مجاہدین نے ایک گاڑی کا صفایا کر دیا۔ جس میں آٹھ کٹھ پتلی فوجی مارے گئے۔ دریں اثنا صوبہ ننگرہار میں مجاہدین نے یکم جولائی کو لنڈی خیبر کے مقام پر حفاظتی چوکی پر یلغار کی جہاں اچانک حملے کے باعث کٹھ پتلی فوجی مزاحمت نہ کر سکے۔ اس کاروائی میں جانی نقصان کا علم نہیں ہو سکا تاہم راکٹوں کے فائر سے حفاظتی چوکی کی عمارت ملبے کا ڈھیر بن گئی۔

ڈاکٹر نجیب کے قصبے پر مجاہدین کی گولہ باری

افغانستان کے صوبے پکتیا میں مجاہدین نے صوبائی صدر مقام گردیز کے علاوہ کٹھ پتلی انتظامیہ کے سربراہ ڈاکٹر نجیب کے آبائی قصبے سید کرم کو نشانہ بنایا ہے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ ۴ جولائی کی چھاپہ مار کاروائی کے دوران سید کرم قصبے کی دو سرکاری عمارتیں تباہ ہو گئیں۔ جب کہ خاد کے تین اہلکار ہلاک بتائے جاتے ہیں۔ اسی روز مجاہدین نے گردیز پر مارٹر کے گولے برسائے تاہم یہاں کے نقصانات کا علم نہیں ہو سکا ادھر کابل کے جنوبی نواحی علاقے کابل خورد کی حفاظتی چوکیوں پر جبہ ملی نجات افغانستان کے مجاہدین نے ۲۷ جون کو حملہ کیا۔ جہاں چودہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی اور تہتر گرفتار کر لئے گئے اس کاروائی کے نتیجے میں ایک ٹینک اور ایک گاڑی تباہ ہو گئی جب کہ ایک سو پچیس کلاشنکوف رائفلیں سمیت پانچ وائرلیس سیٹ مجاہدین کے ہاتھ آئے۔ اطلاعات کے مطابق دو روز بعد مجاہدین نے ان چوکیوں کا صفایا کر دیا

افغانستان کے صوبے بدخشان میں جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے یکم جولائی کو مشترکہ کاروائی کرتے ہوئے صوبائی ہیڈ کوارٹر فیض آباد کے نواح میں حفاظتی چوکی پر یلغار کی جس میں دو طرفہ فائرنگ سے چار کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور دو مجاہد شہید ہو گئے۔ طالقان سے فیض آباد آنے والی سڑک پر سب ڈویژنل قصبے کشم کے نزدیک مجاہدین نے ۲۹ جون کو سامان رسد کے قافلے پر حملہ کیا جسے راکٹوں سے لدی ہوئی ایک گاڑی اور ایک آئل ٹینکر سے محروم ہونا پڑا۔ اس کاروائی کے بعد کشم اور فیض آباد کے درمیانی راستے پر مجاہدین قبضہ کر چکے ہیں۔

وادی لوگر کی تازہ صورتحال

وادی لوگر سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق روسی کمانڈوز کے مرکز "راکٹ گریژن" میں کابل سے تازہ دم فوجی دستے لائے جا رہے ہیں جس کا مقصد محمد آغا قصبے پر دوبارہ قبضہ کرنا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ محمد آغا قصبے سے گیارہ کلومیٹر دور راکٹ گریژن میں ان فوجیوں کے اجتماع سے مجاہدین باخبر ہیں اور متوقع صورتحال کے پیش نظر نئی حکمت عملی ترتیب دے رہے ہیں۔

قندھار کے ہوائی اڈے اور چھاؤنی پر مجاہدین کا ایک اور حملہ

افغان مجاہدین نے گذشتہ ایک ماہ کے دوران تیسری بار قندھار چھاؤنی اور ہوائی اڈے کو نشانہ بنایا ہے۔ جہاں یکم جولائی کے کامیاب حملے میں رن وے پر کھڑے دو جنگی جہاز تباہ کر دیئے گئے حزب اسلامی کے ذرائع نے تازہ حملے کی تفصیلات دیتے ہوئے بتایا ہے کہ شہری چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے ڈنڈ کے علاقے سے قندھار چھاؤنی

اور ہوائی اڈے پر راکٹوں سے یلغار کی۔ جس کے نتیجے میں ایک بیرک کو آگ لگ گئی۔ قندہار چھاؤنی میں ہونے والی دیگر نقصانات کا علم نہیں ہو سکا۔

قبل ازیں ۲۹ جون کو انہی مجاہدین نے گشتی فوجی دستے پر حملہ کیا جسے ایک جیپ سے محروم ہونا پڑا۔ چوک شہیداں میں دستی بموں سے تباہ ہونے والی جیپ میں ایک روسی فوجی افسر اور تین دوسرے افراد سوار تھے جو سب موقع پر ہلاک ہو گئے۔ قندہار سے ملحقہ جنوبی افغان صوبے ہلمند میں مجاہدین نے کابل ہرات شاہراہ پر سب ڈویژن قصبے گرشک کے نزدیک ریخ چال کے مقام پر حفاظتی چوکی کو گھیر لیا۔ ۲۸ جون کی اس کارروائی میں دو طرفہ فائرنگ سے گیارہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی اور دو مجاہد شہید ہو گئے حفاظتی چوکی سے اٹھارہ کلاشنکوف رائفلیں اور ایک وائرلیس سیٹ مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ جبکہ ایک ٹرک ناکارہ بنا دیا گیا۔ اطلاعات کے مطابق افغان حریت پسندوں نے ۲۵ جون کو کلی ڈیم کی حفاظتی چوکی پر راکٹ برسائے۔ جہاں آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک یا زخمی بتائے گئے ہیں

دادی لوگر کے اہم قصبے محمد آغا پر قبضے کی تفصیلات، انجنیئر حکمتیار نے شہر کی جامع مسجد میں شکرانے کی نماز پڑھائی

دادی لوگر کے اہم قصبے محمد آغا پر قبضہ کرنے کے بعد افغان مجاہدین اب ان قصبے سے گیارہ کلومیٹر دور روسی کمانڈوز کے مرکز کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں جسے "راکٹ گیریژن" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ دریں اثنا محمد آغا قصبے کی تسخیر کے بارے میں تازہ اطلاعات کے مطابق مجاہدین کمانڈر زلمے کی قیادت میں یکم جولائی کو تین گھنٹے کی لڑائی کے بعد قصبے میں داخل ہو گئے۔ اس حملے کا پلان افغان رہنما اور حزب اسلامی افغانستان کے سربراہ انجنیئر گلبدین حکمت یار کی نگرانی میں تیار کیا گیا۔ جو اپنے مورچوں سے مجاہدین کو ہدایات دے رہے تھے۔ محمد آغا قصبے میں انجنیئر گلبدین حکمت یار بعد دوپہر پہنچے جہاں سینکڑوں افغان شہری اور مجاہدین نے فلک شگاف نعروں سے ان کا استقبال کیا۔ ان کی آمد کے ساتھ آزاد قصبے کے شہریوں نے افغان قائد کی اقتدا میں نماز شکرانہ ادا کی۔

کابل قندہار شاہراہ پر حملے کے دوران حفاظتی چوکی کا صفایا، آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک پچیس گرفتار کر لئے گئے

غزنی شہر سے ایک سو دو کلومیٹر دور کابل قندہار شاہراہ پر سب ڈویژنل قصبے مقر کے نزدیک مجاہدین نے ۲۹ جون کو حفاظتی چوکی پر راکٹوں سے یلغار کی جس سے ایک ٹینک اور حفاظتی چوکی کی عمارت شدید متاثر ہوئی۔ اطلاعات کے مطابق تیز رفتار حملے میں آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور پچیس اسلحے سمیت گرفتار کر لئے گئے۔ جبکہ مجاہدین نقصان سے محفوظ رہے۔

قندہار شہر میں فوجی ٹھکانوں پر مجاہدین کے حملے، گیارہ افغان فوجی تحریک مزاحمت میں شامل ہو گئے

(آژانس افغان) قندہار شہر کے علاقے ارغنداب میں مجاہدین نے گیریژن ہیڈ کوارٹر اور گشتی دستوں پر حملے کئے جس کے دوران ایک ٹینک تباہ اور متعدد روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی بتائے گئے ہیں۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ شہری چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے ۲ جولائی کو ارغنداب کے علاقے گشتی دستے کا ایک ٹینک اڑا دیا۔ ٹینک کے عملے کے علاوہ راکٹوں کی زد میں آکر دیگر فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے جن کی تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔ اسی روز ارغنداب کے گیریژن ہیڈ کوارٹر کو نشانہ بنایا جہاں حزب اسلامی کا دعویٰ ہے کہ ایک بیرک کے ساتھ متعدد تنصیبات تباہ کر دی گئیں ان کارروائیوں میں مجاہدین نقصان سے محفوظ رہے اور جوابی حملے سے پہلے اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔ قندہار سے ایک اور اطلاع کے مطابق ڈنڈ کے علاقے میں ایک حفاظتی چوکی کے گیارہ افغان فوجی اسلحے سمیت مجاہدین سے آملے افغانستان کے صوبے زابل میں مجاہدین نے ۲۸ جون کو کابل قندہار شاہراہ پر

سب ڈویژنل قصبے شہر صفا کے نزدیک رسد لے جانے والے قافلے پر راکٹوں اور میزائلوں سے حملہ کیا۔ تیز رفتار حملے میں ایک ٹینک اور ایک بکتر بند گاڑی کا ملبہ چھوڑ کر فوجی دستہ بھاگ نکلا تاہم چار کٹھ پتلی فوجی مجاہدین کے قابو آ گئے جنہیں قریبی آزاد علاقے میں منتقل کر دیا گیا۔ حزب اسلامی کے ذرائع کا کہنا ہے کہ صوبہ زابل میں صوبائی ہیڈ کوارٹر قلات غلزئی اور شاہراہ پر واقع قصبوں کو چھوڑ کر بیشتر علاقے مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں

روسی فضائی اڈے شین ڈنڈ پر مجاہدین کا حملہ

افغان حریت پسندوں نے ۹ جون کو افغانستان میں روسی فضائیہ کے دوسرے اہم اڈے شین ڈنڈ پر راکٹوں سے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں حفاظتی چوکی کا ایک ٹینک تباہ اور بارہ روسی فوجی ہلاک و زخمی بتائے گئے ہیں اسی روز صوبہ ہرات کے سرحدی قصبے اسلام قلعہ کے نزدیک گھات لگائے مجاہدین نے گشتی فوجی دستے پر یلغار کر کے ایک گاڑی کا صفایا کر دیا اس کاروائی میں فرار ہونے والے کٹھ پتلی فوجیوں کی چھوڑی ہوئی سنتالیس کلاشن کوف رائفلیں مجاہدین کے ہاتھ آئیں۔

قندھار کے نواح میں مجاہدین کے ٹھکانوں پر حملہ خونریز جھڑپ کے دوران اکیس روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک، پانچ مجاہد شہید

لندن ۲۷ جون (دار النشر افغان) قندھار شہر پر مجاہدین کا دباؤ کم کرنے کے لئے روسی حکام نے ۲۲ جون کو بڑے پیمانے پر فوجی کاروائی کی ہے جو ناکام بنا دی گئی ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ قندھار چھاؤنی اور ہوائی اڈے پر مجاہدین کے کامیاب حملے کے بعد بکتر بند دستوں نے اگلے روز محلہ جات کے علاقے میں پیش قدمی کی جس کے بارے میں مجاہدین کو اطلاع مل چکی تھی۔ دو گھنٹے تک جاری خونریز جھڑپ کے نتیجے میں حملہ آور فوجی ایک ٹینک اور تین بکتر بند گاڑیوں کا ملبہ چھوڑ کر اکیس لاشیں اور متعدد زخمی لئے بھاگ نکلے۔ فوجی کاروائی ناکام بنانے کی جدوجہد میں پانچ مجاہد شہید اور بائیس زخمی ہوگئے۔ یاد رہے۔ کہ کٹھ پتلی انتظامیہ کے ذرائع ابلاغ اور ریڈیو کابل نے قندھار میں لڑائی ختم ہونے کا دعویٰ کیا ہے تاہم غیر جانبدار حلقوں کے مطابق مجاہدین قندھار کا محاصرہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ افغانستان کے صوبے غزنی میں مجاہدین نے ۱۸ جون کو بند سردہ کے مقام پر گشتی فوجی دستے پر حملہ کیا۔ جسے راکٹ لانچر کا نشانہ بننے والی ایک گاڑی سے محروم ہونا پڑا۔ اس گاڑی میں سوار دو کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور دو زخمی بتائے جاتے ہیں

وسطی افغانستان میں فوجی کیمپ پر مجاہدین کا قبضہ

وسطی افغانستان کے صوبے غور میں حزب اسلامی کے مجاہدین نے دو ہفتوں تک محاصرہ کرنے کے بعد فوجی کیمپ پر قبضہ کر لیا جہاں سے گولہ بارود کا ذخیرہ دو سو کلاشن کوف رائفلیں، چار مشین گنیں اور سامان رسد مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ اس معرکے کی تفصیلات دیتے ہوئے حزب اسلامی کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ حضرت بلالؓ فرنٹ سے منسلک اس کے مجاہدین نے کمانڈر نذر محمد خان کی قیادت میں جون کے اوائل سے صوبائی صدر مقام چغچران کے نزدیک فوجی کیمپ کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ شدید مزاحمت کے نتیجے میں ۱۵ جون کو کٹھ پتلی فوجی پسپائی کے لئے مجبور ہوگئے تاہم فوجی کمانڈر محمد ناصر بیگ متعدد افراد سمیت مارا گیا مجاہدین نے فرار ہونے والے اٹھارہ فوجی گرفتار کر لئے جنہیں آزاد علاقے کی عدالت کے حوالے کر دیا گیا۔

صوبہ زابل کے سب ڈویژنل قصبے شہر صفا پر مجاہدین کا قبضہ، کابل قندھار شاہراہ پر مجاہدین کی گرفت مضبوط ہوگئی

افغانستان کے صوبے زابل کے ہیڈ کوارٹر قلات غلزئی کا کنٹرول حاصل کرنے کے بعد مجاہدین نے ۱۶ جون کی رات سب ڈویژنل قصبے شہر صفا پر قبضہ کر لیا ایجنسی افغان پریس کے نمائندے فرید حبیب کی رپورٹ کے مطابق اس معرکے میں چار مجاہد شہید اور بائیس کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہونے کے علاوہ چودہ گرفتار کئے گئے۔ جب کہ سو سے زائد فرار ہو

عبوری حکومت تہیہ کر چکی ہے۔ کہ وہ جلد از جلد اپنے نمائندوں کو دنیا کے مختلف ممالک میں تعینات کریگی۔ تاکہ افغان مجاہدین کی عبوری حکومت کو دنیا کی مختلف حکومتوں سے تسلیم کرا لیا جائے بعد میں انہی مندوبین کو مختلف ممالک میں سفارت کاروں کی حیثیت دی جائے گی۔

اب جب کہ غازیوں نے عبوری حکومت اور نیز عبوری حکومت کی کابینہ کے وزراء کا اعلان کر لیا ہے، حق پسند اور آزادی پسند ملکوں کے فرض ہے کہ وہ جلد از جلد افغان قوم کی نمائندہ حکومت کو تسلیم کر لیں۔ کیونکہ یہی نمائندہ حکومت ہر قسم کی ہمدردی اور امداد کی مستحق ہے۔ اب یہ خدشہ دور ہو چکا ہے۔ کہ مجاہدین واحد قیادت کے فاقد ہیں۔

ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ افغان مجاہدین اور مجاہد راہنماؤں کے درمیان قابلِ ذکر اور بنیادی اختلاف نہیں۔ اگر کوئی ذاتی اختلاف موجود بھی ہو۔ تو وہ ہمارے حصولِ مقصد اور منزلِ مقصود تک پہنچنے کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ ہم ایک ہیں۔ ہمارا مقصد ایک ہے اور وہ ہے دشمن کی چنگل سے اپنے وطن عزیز کی آزادی، اپنی اسلامی سرزمین پر اسلامی حکومت کا قیام اور آئندہ کسی بھی غاصب، جابر اور طاغوتی طاقت کا مقابلہ۔

عبوری حکومت اور کابینہ کی تشکیل ہماری یکجہتی اور یگانگت کا واضح ثبوت ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ افغان قوم نے اپنی زندگی کی ہر ایسے مشکل موڑ پر کامیابی سے ہمکناری کے بعد ملک کے نظم و نسق کے چلانے کے لئے آپس میں اتحاد اور اتفاق کے دامن کو کبھی بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی ہمارے راہنماؤں نے اپنی روایت کے تقدس کا خیال رکھتے ہوئے قوم و ملک کی بہبودی، ترقی اور شاندار مستقبل کی خاطر ایک سوپر پاور پر شاندار فتح اور کامیابی کے بعد آپس میں شیر و شکر اور یک جان ہو کر میدان عمل میں آنکلے ہیں جو ایک ہمخیال اور ہم مقصد قافلے کی شکل میں میدانِ سیاست کی وسعتوں میں اقوام دنیا کے ساتھ ساتھ اپنی منزل کی طرف گامزن ہیں جن کی سیاسی بصارت اور دور اندیشی اس حقیقت کی غمازی کرتی ہے۔ کہ جنگ آزادی سے تباہ شدہ افغانستان کو آبادی اور خوشحالی سے ہمکنار کرنے کے لئے ان کے دلوں میں جو تڑپ ہے۔ وہ عنقریب رنگ لائے گا۔ جس کی وجہ سے افغان اور افغانستان ایک آزاد، خود مختار اور غیر جانبدار قوم و ملک کی حیثیت سے ایک بار پھر دنیا کے نقشے پر ابھریں گے اور دنیا کے آزاد ممالک کے ساتھ ساتھ ترقی کی منزلوں کی طرف تیزی سے آگے بڑھیں گے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ جو قوم اپنے ملک کی آزادی کی جنگ لڑ سکتی ہے۔ اس قوم کے ہیرو اس کا نظام چلانا بھی جانتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جس مسلمان نے اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان اور اس کے وعدوں کو سچا سمجھتے ہوئے جہاد کے لیے گھوڑا پال رکھا ہو، گھوڑے کی گھاس پھوس، پانی، لید اور بول قیامت کے روز اس شخص کے ترازو اعمال میں ہو گا۔

گئے۔ قلات غلزئی سے اڑسٹھ کلومیٹر جنوب کی طرف کابل قندھار شاہراہ پر فوجی ہیڈکوارٹر پر مجاہدین نے ایک ٹینک سات بکتر بند گاڑیاں اور بھاری اسلحے پر قبضہ کر لیا۔

کابل قندھار شاہراہ پر دوسری کامیابی سے مجاہدین اب قندھار کے محاذ پر بہتر پوزیشن میں آ گئے۔

کابل شہر میں روسی ہیلی کاپٹر کی تباہی۔ پائلٹ اور عملہ ہلاک

خونریز جھڑپ کے دوران سات روسی فوجی ہلاک۔ ایک ٹینک تباہ کر دیا گیا

داڑانس (افغان) افغان

دارالحکومت میں روسی فوجی کیمپ اور رہائشی علاقے خیرخانہ میں ایک روسی ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہو گیا ہے میزائیلوں سے نشانہ بنایا گیا تھا مجاہدین کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ اس کے مجاہدین نے ۱۲ر جون کو شکر درہ کے مقام سے کابل کے ہوائی اڈے پر میزائیل برسائے جس سے بگرام ایر بیس کی طرف پرواز کرنے والا روسی ہیلی کاپٹر دھماکے سے پھٹ گیا اور اس کا ملبہ کابل کے شمال مغربی علاقے خیر خانہ میں بکھر گیا جہاں روسی حکام رہائش پذیر ہیں۔ ہیلی کاپٹر کا روسی پائلٹ اور عملہ موقع پر ہلاک ہو گیا۔ ادھر کابل کے مشرق کی طرف سروبی قصبے کے نزدیک ۱۸ر جون کی خونریز جھڑپ میں سات روسی فوجی ہلاک اور ایک ٹینک اڑا دیا گیا۔ اس کارروائی میں گھات لگائے مجاہدین نے جلال آباد جانے والے دستے پر یلغار کی تھی کابل کے جنوب مشرق کی طرف سب ڈویژنل ہیڈکوارٹر جگدلک میں مجاہدین نے خاد کے دفتر پر دستی بموں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں خاد کے ایک اعلیٰ اہلکار ذبیح اللہ سمیت آٹھ افراد مارے گئے۔

صوبہ ہلمند میں مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائیاں جبری بھرتی کے سلسلے میں گرفتار بارہ نوجوان رہا کرا لئے گئے

افغانستان کے جنوبی صوبے ہلمند میں مجاہدین نے ۲۲ر جون کو سب ڈویژن گرشک کے نزدیک حفاظتی چوکی پر حملہ کیا جہاں چار کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور ایک بکتر بند گاڑی تباہ ہو گئی۔ اطلاعات کے مطابق افغان حریت پسندوں نے خشک آب کے مقام فوجی دستے کو گھیر کر بارہ نوجوان آزاد کرا لئے جنہیں جبری بھرتی کے سلسلے میں پکڑا گیا تھا۔ مجاہدین نے جبری بھرتی کے لئے آنے والے فوجی دستے کا تعاقب کیا اور اسے مزاحمت کا موقع دیئے بغیر ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا مغربی افغان صوبے ہرات سے ملنے والی ایک اور اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین کے ایک گروپ نے ۱۷ر جون کو تاریخی قصبے چشت شریف کے نواح میں حفاظتی چوکی کو نشانہ بنایا جس میں موجود ایک کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور دیگر بھاگ نکلے۔ مجاہدین نے یہاں سے اسلحہ اور گولہ بارود سمیٹ کر حفاظتی چوکی کی عمارت ملبے کا ڈھیر بنا دی

قندھار چھاؤنی اور ایرپورٹ پر مجاہدین کا حملہ ایمونیشن ڈپو کا صفایا۔ دو ٹینک ایک گاڑی تباہ ہو گئی۔

لندن ۴ر جون داڑانس (افغان) شہری چھاپہ مار مجاہدین نے ۲۱ر جون کی رات قندھار چھاؤنی اور ایر پورٹ کو بیک وقت نشانہ بنایا جس کے دوران گولہ بارود کا ذخیرہ اور دو ٹینکوں کے علاوہ ایک گاڑی تباہ ہو گئی۔ حزب اسلامی کے ذرائع نے اس حملے کی تفصیلات دیتے ہوئے بتایا ہے کہ مجاہدین کے ایک گروپ نے قندھار چھاؤنی اور ایئرپورٹ پر راکٹوں کے ساتھ میزائیلوں سے یلغار کی جہاں گولہ بارود کے ذخیرے کو زبردست دھماکے سے آگ لگ گئی۔ تحریک مزاحمت کے ہمدرد سرکاری حلقوں نے گولہ بارود کے علاوہ دیگر نقصانات اور متعدد روسی فوجیوں کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی ہے۔ اطلاعات کے مطابق ایک روز قبل اسی مجاہدین نے قندھار چھاؤنی کے نزدیک خاد کے دفتر پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں خاد کے تین اہلکاروں سمیت آٹھ فوجی ہلاک ہو گئے۔ ان ذرائع نے قندھار کے نواحی علاقے ارغنداب میں ۱۹ر جون کو چھاپہ مار کارروائی کے بارے بتایا ہے جہاں ایک فوجی کا ایک ٹینک اور ایک جیپ تباہ ہو گئی جبکہ دو کٹھ پتلی فوجی مارے گئے۔

صوبہ بدخشاں اور کندز میں مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائیاں

داڑانس (افغان) روسی سرحد سے ملنے والے شمالی افغان صوبوں کندز اور بدخشان میں مجاہدین کی حالیہ چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران گیارہ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور انیس گرفتار کر لئے گئے۔ سات جماعتی اتحاد کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ مجاہدین کے ایک گروپ نے ۱۴ر جون کو صوبہ بدخشان کے ہیڈکوارٹر

فیض آباد کے نزدیک حفاظتی کیمپ پر حملہ کیا۔ اس معرکے میں راکٹوں کے فائر سے کیمپ کی ایک بیرک میں آگ لگ گئی جبکہ تین فوجی مارے گئے اور دیگر بھاگ نکلے صوبہ کنڈ کے سرحدی قصبے امام صاحب کے نواح میں مجاہدین نے ۱۵ جون کو حفاظتی چوکی پر راکٹ برسائے جہاں آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور انیس اسلحے سمیت پکڑے گئے اطلاعات کے مطابق تیز رفتار حملے میں مجاہدین امدادی دستے کے آنے سے پیشتر اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے ادھر صوبہ زابل کے کابل قندھار شاہراہ پر واقع سب ڈویژنل قصبے شہر صفا پر مجاہدین کا قبضہ جاری ہے اور یہاں کی صورت حال کے بارے میں مزید تفصیلات سے معلوم ہوا ہے کہ شہر صفا پر قبضے کی جدوجہد کے دوران کٹھ پتلی انتظامیہ کا فوجی کمانڈر عبدالحمید اور حکمران پارٹی کا ایک اعلیٰ عہدے دار ہلاک ہوتے والوں میں شامل تھے۔

صوبہ غور میں خاد کے ہیڈکوارٹر پر حملہ

وسطی افغانستان کے صوبے غور کی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے ۱۲ جون کو صوبائی ہیڈکوارٹر چغچران کے مغرب کی طرف سب ڈویژنل قصبے شرک میں خاد کے ہیڈکوارٹر کو نشانہ بنایا جب وہاں حکمران جماعت کے عہدے داروں اور خاد کے اہلکاروں کا اجلاس جاری تھا راکٹوں کی یلغار سے خاد کے ہیڈکوارٹر کی عمارت کو شدید متاثر ہوئی جبکہ پانچ افراد ہلاک ہوگئے جن میں خاد کا مقامی سربراہ نظام الدین شامل تھا مجاہدین کو اس معرکے میں جوابی فائرنگ کا سامنا کرنا پڑا جس کے

کمانڈر محمد فاروق خان "غند حضرت علیؓ"

قندھار شہر کے نواح میں سات چوکیوں کا صفایا خونریز جھڑپوں میں بیالیس فوجی ہلاک و زخمی دو مجاہد شہید ہوگئے

لندن ۱۱ جون (دائس افغان) افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندھار کا کنٹرول حاصل کرنے کی جدوجہد کے سلسلے میں مجاہدین نے نواحی شمالی علاقے ارغنداب میں سات حفاظتی چوکیوں کا صفایا کر دیا ہے ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۱۳ جون کو ارغنداب کے علاقے میں ان چوکیوں پر بیک وقت حملہ کیا جو قندھار شہر کے اردگرد پہلی حفاظتی لائن کا حصہ تھیں۔ حفاظتی چوکیوں میں متعین کٹھ پتلی فوجی ایک گھنٹے تک خونریز جھڑپوں کے بعد قندھار چھاؤنی کی طرف فرار ہوگئے۔ اس کارروائی میں کم از کم چونتیس فوجی ہلاک و زخمی بتائے جاتے ہیں۔ کٹھ پتلی فوجیوں کے بھاگتے ہی مجاہدین نے اسلحے اور گولہ بارود کی بھاری مقدار سمیٹ کر حفاظتی چوکیاں ملبے کا ڈھیر بنادیں ادھر جنوبی افغان صوبے ہلمند میں مجاہدین نے ۱۱ جون کو صوبائی ہیڈکوارٹر لشکرگاہ کے نزدیک فوجی کیمپ پر حملہ کر کے دو بکتر بند گاڑیاں تباہ کر دیں۔ اطلاعات کے مطابق تیز رفتار کارروائی کے دوران آٹھ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور دو مجاہد شہید ہوگئے۔ اسی روز گرم سیل کے مقام گشتی فوجی دستے کا ایک ٹینک ناکارہ بنادیا گیا جو مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگوں کی زد میں آگیا تھا۔

صوبہ فاریاب کے صدر مقام کا محاصرہ دیہی آبادیوں پر بمباری۔ جنگی طیاروں سے فوجی اتارے جارہے ہیں

روسی سرحد پر واقع شمال مغربی افغان صوبے

فاریاب کے صدر مقام میمنہ شہر پر قبضے کے لئے مجاہدین کا محاصرہ جاری ہے جہاں شدید لڑائی کی اطلاعات ملی ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ مجاہدین کے دباؤ کے پیش نظر تا بعض روسی حکام میمنہ شہر کو بچانے کے لئے جنگی طیاروں سے فوجی اتار رہے ہیں جبکہ ان طیاروں کو اینٹی ائرکرافٹ گنوں سے محفوظ رکھنے کے لئے مجاہدین کے ٹھکانوں پر مسلسل بمباری کی جارہی ہے۔ اندھا دھند بمباری سے دیہی آبادیاں شدید متاثر ہوئی ہیں تاہم یہاں کے نقصانات کے بارے میں علم نہیں ہوسکا۔

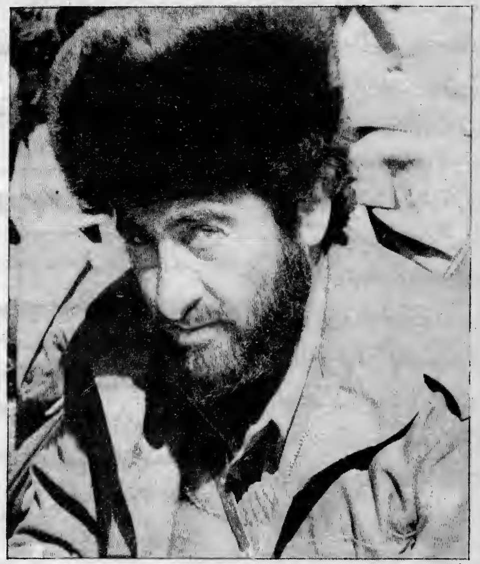

صوبہ جوزجان اور سمنگان میں چھاپہ مار کاروائیاں

راشانس (افغان) روسی سرحد پر واقع شمالی افغان صوبوں جوزجان اور سمنگان میں چھاپہ مار کاروائیوں کے دوران مجاہدین نے صوبائی ہیڈکوارٹروں نشانہ بنایا جن میں جانی نقصان کے علاوہ دو حفاظتی چوکیاں تباہ ہوگئیں۔ اطلاعات کے مطابق ان حملوں کے بعد روس سے آنے والے طیاروں نے دیہی آبادیوں پر بمباری کی جس کے نتیجے میں باون افغان شہری شہید اور ڈیڑھ سے زائد زخمی ہوئے ہیں۔ ایجنسی افغان پریس کے ذریعے نے بتایا ہے کہ جمعیت اسلامی، حزب اسلامی اور حرکت انقلاب اسلامی کے مجاہدین نے ۱۷ جون کو صوبہ سمنگان کے ہیڈکوارٹر ایبک اور اس کے شمال کی طرف سب ڈویژنل قصبے حضرت سلطان پر راکٹ برسائے۔ دونوں مقامات پر مجاہدین نے ایک ایک چوکی تباہ کردی جہاں بھاری اسلحے اور گولہ بارود پر قبضہ کرلیا گیا۔ اگلے روز دریائے آمو کے پار روسی سرحدی علاقے ترمیز سے آنے والے جنگی طیاروں نے ایک شہر کے نواح میں شدید بمباری کی جس سے افغان شہریوں کے علاوہ پانچ مجاہد شہید اور اٹھارہ زخمی ہوگئے۔ بمباری سے ساٹھ مکانات ملبے کا ڈھیر بن گئے۔ ادھر صوبہ جوزجان کے علاقے سرائے پل میں مجاہدین نے ۱۵ جون کو فوجی تنصیبات پر حملے کئے جن سے ایک حفاظتی چوکی کی عمارت تباہ ہوگئی اس علاقے میں فوجی دستوں کے جانی نقصان کا علم نہیں ہوسکا تاہم دو بسوں کی انتقامی بمباری سے دو مجاہد شہید اور پانچ زخمی ہوئے

افغان عبوری حکومت کے صدر سے قبائلی رہنماؤں کی ملاقات پاکستان کے قبائلی عوام تحریک مزاحمت میں شریک ہیں

لندن ۲۳ جون (راشانس افغان) افغانستان کی عبوری حکومت کے صدر انجینئر احمد شاہ نے قبائلی رہنماؤں سے ملاقات کے دوران اس توقع کا اظہار کیا ہے کہ پاک افغان سرحد کے دونوں طرف آباد قبائلی عوام اسلامی افغانستان کی تعمیر و ترقی میں ہر ممکن مدد کریں گے حزب اسلامی کے ذرائع نے یہ اطلاع دیتے ہوئے بتایا ہے کہ عبوری حکومت کے صدر باجوڑ ایجنسی میں افغان مہاجرین کے کیمپ میں مہمند قبائل کے وفود سے خطاب کر رہے تھے جنہوں نے گذشتہ روز ان سے ملاقات کی تھی اس موقع پر قبائلی رہنماؤں نے اس امر کا اعادہ کیا کہ آزاد افغانستان کی جدوجہد میں پاکستان کے قبائلی عوام اپنے افغان بھائیوں کے ساتھ رہیں گے انہوں نے کہا کہ قبائلی عوام عبوری

حکومت کو افغانستان کی نمائندہ حکومت تسلیم کرتے ہوئے اس کی مکمل حمایت کرتے ہیں قبائلی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے افغان عبوری حکومت کے وزیر ثقافت جناب محمد یاسر نے افغان مہاجرین کی دیکھ بھال اور برادرانہ طرز عمل پر قبائلی عوام کو خراج تحسین پیش کیا۔

روسی سرحد کے نزدیک بمباری سے تین افغان شہری شہید صوبہ بادغیس میں چھاپہ مار کاروائی کے دوران حفاظتی چوکی تباہ ہوگئی

افغانستان کے شمال مغربی صوبے فاریاب میں روسی طیاروں نے ۲۳ر جون کو سرحدی قصبے شرین تگاب کے نزدیک دیہی آبادیوں پر بمباری کی جس سے تین افغان شہری جاں بحق اور چودہ زخمی ہوگئے ایک روز قبل مجاہدین نے شرین تگاب قصبے کی حفاظتی چوکی کو نشانہ بنایا جہاں دو کٹھ پتلی فوجی مارے گئے اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۲۱ر جون کو صوبائی ہیڈ کوارٹر میمنہ شہر کے فوجی ٹھکانوں اور ہوائی اڈے پر یلغار کی جس کی دونوں حفاظتی چوکیاں شدید متاثر ہوئیں فاریاب کے ملحقہ صوبے بادغیس میں رحمان فرنٹ کے مجاہدین نے ۱۸ر جون کو روسی سرحد پر واقع سب ڈویژنل قصبے مرغاب میں فوجی تنصیبات پر راکٹ برسائے۔ اس کاروائی میں راکٹوں کے فائر سے ایک حفاظتی چوکی کی عمارت ملبے کا ڈھیر بن گئی جبکہ ایک ٹینک تباہ کر دیا گیا۔ تیز رفتار حملے کے دوران فائرنگ سے پانچ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور ایک مجاہد شہید ہوا۔ مجاہدین نے دس کلاشنکوف رائفلوں اور گولہ بارود پر قبضہ کرنے کے علاوہ فرار ہونے والے ۶ کٹھ پتلی فوجی گرفتار کر لئے۔

صوبہ بدخشاں میں دس روسی فوجی مجاہدین سے آملے واپس جانے والے روسی فوجیوں کے لئے حفاظتی دستوں کی آمد

لندن ۲ر جولائی (راشرانس افغان) تین ممالک سے ملنے والے افغان صوبے بدخشاں کے دارالحکومت فیض آباد سے دس روسی فوجی اپنے کیمپ سے بھاگ کر مجاہدین کے مرکز پہنچ گئے۔ مجاہدین کے ذرائع نے دعویٰ کیا ہے کہ روسی فوجی ۲۷ر جون کی صبح مجاہدین سے آملے جب اگلے روز وہ دیگر فوجیوں کے ہمراہ روس واپسی کے لئے مزار شریف جانے والے تھے فیض آباد کے فوجی ہیڈ کوارٹر میں روسی فوجیوں کی جماعت واپسی کے سلسلے میں کندز سے بکتر بند دستے لائے گئے تھے۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۲۴ر جون کو کیشم قصبے کے نزدیک حفاظتی دستوں پر حملہ کیا جس میں ایک بکتر بند گاڑی تباہ اور اس کا عملہ ہلاک ہوگیا۔ ادھر افغان دارالحکومت کابل میں جہاں چھاپہ مار کاروائیوں کا سلسلہ جاری ہے مجاہدین نے ۲۸ر جون کو پل چرخی کے علاقے میں وزارت دفاع کے ایک دفتر پر راکٹ برسائے۔ اس کاروائی میں راکٹوں کے فائر سے ایک سرکاری گاڑی نشانہ بن گئی جس میں سوار آٹھ اہلکار مارے گئے۔ پاک افغان سرحد سے تیس کلومیٹر دور لال پورہ کے فوجی ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین کا قبضہ برقرار ہے جہاں کٹھ پتلی فوجی ۲۸ر جون کو خونریز معرکے کے بعد فرار ہوگئے تھے اس معرکے کے جانی نقصان کا علم نہیں ہو سکا تاہم اسلحے اور گولہ بارود کی بھاری تعداد مجاہدین کے

ایک معمر مجاہد جو زخمی ہے مگر عزم جواں ہے۔

ہاتھ آئی ہے۔

وسطی افغانستان میں چھاپہ مار کاروائی

بھاگنے والے آٹھ کٹھ پتلی فوجی برساتی نالے میں ڈوب گئے

وسطی افغانستان کے صوبے غور میں چغچران کے نزدیک چھاپہ مار کاروائی کے دوران آٹھ کٹھ پتلی فوجی برساتی نالے ہری رود میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۸ ارجون کو گشتی فوجی دستے پر یلغار کی تھی جس سے ایک ٹینک اور ایک بکتر بند گاڑی کا عملہ تعاقب کرتے والے مجاہدین کے خوف سے برساتی نالے میں گر گیا۔ اسی روز مجاہدین نے ایک اور دستے کو گھیر کر راکٹوں سے ایک گاڑی ناکارہ بنادی۔

صوبہ پکتیا میں خوست کے محاذ پر روسی ٹرانسپورٹ طیارہ تباہ۔ طیارے کا پائلٹ اور سات روسی افسر ہلاک ہو گئے

داڑالنس (افغان) افغانستان کے صوبے پکتیا میں مجاہدین نے خوست کے محاذ پر ایک روسی ٹرانسپورٹ طیارہ مار گرایا۔ جو کابل سے سامان رسد لیکر خوست چھاؤنی اتر رہا تھا ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق مجاہدین نے ۱۲ ارجون کو خوست چھاؤنی پر مارٹر اور راکٹوں سے حملہ کیا اس کاروائی کے دوران روسی ٹرانسپورٹ طیارہ راکٹ کا نشانہ بنتے ہی ایئر فیلڈ پر گر کر تباہ ہو گیا۔ طیارے میں سوار مسافر پائلٹ محمد داؤد اور سات دیگر فوجی افسر موقع پر ہلاک ہو گئے۔ بعد ازاں فوجی دستوں نے مجاہدین کے ٹھکانوں پر اور نواحی آبادیوں پر گولہ باری کی جس سے ہونے والے نقصانات کا علم نہیں ہو سکا۔ مشرقی افغان صوبے ننگرہار سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے سروبی سے اسپین تھانہ کے درمیان کابل جلال آباد شاہراہ پر قبضہ کر لیا ہے حزب اسلامی دیونس خالص) کے ذرائع نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کے مجاہدین نے ۲۳ر جون کو کمانڈر عاطف کیپٹن ابراہیم خان مولوی جلال الدین اور جمعیت اسلامی نے کمانڈر محمد ابراہیم کی قیادت میں متاثرہ علاقے میں ایک پل تباہ کر کے کابل اور جلال آباد کا رابطہ منقطع کر دیا۔ ان ذرائع نے بتایا ہے کہ روسی وستملا نے شاہراہ کھولنے کے لئے مجاہدین پر حملہ کیا ہے جسے ناکام بنادیا گیا۔ خونریز جھڑپ میں ایک مجاہد شہید اور تین زخمی ہوئے جبکہ متعدد روسی فوجی مارے گئے جن میں سے بعض کی لاشیں اور دو ٹینکوں کا ملبہ کابل جلال آباد شاہراہ پر پڑا ہوا ہے لڑائی کے مقام سے ایک بھاری مشین گن اور اٹھارہ کلاشن کوف رائفلیں مجاہدین کے ہاتھ آئیں۔

صوبہ ہرات اور فرح میں چھاپہ مار کاروائیاں

اٹھارہ کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی

ایک ٹینک تباہ کر دیا گیا

ایرانی سرحد سے ملنے والے مغربی افغان صوبوں ہرات اور فرح میں چھاپہ مار کاروائیوں کے دوران مجاہدین نے ایک ٹینک تباہ کرنے کے علاوہ دو ٹرکوں اور ایک بکتر بند گاڑی پر قبضہ کر لیا جبکہ اٹھارہ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۱۹ ارجون کو ہرات شہر کے نزدیک قلاخان کے مقام پر حفاظتی چوکی پر راکٹوں سے حملہ کیا آدھ گھنٹے کی مزاحمت کے بعد حفاظتی چوکی کا عملہ پانچ لاشیں لئے بھاگ نکلا مجاہدین نے اسلحے اور گولہ بارود پر قبضہ کر کے چوکی کی عمارت نذر آتش کر دی۔ صوبہ فرح میں مجاہدین نے صوبائی ہیڈ کوارٹر کے نواح میں فوجی کیمپ پر راکٹوں اور میزائلوں سے یلغار کی جہاں ایک ٹینک اور متعدد تنصیبات تباہ ہو گئیں ۲۳ ارجون کی اس کاروائی میں تیرہ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور تین مجاہد شہید ہو گئے۔ فوجی کیمپ سے ایک بکتر بند گاڑی دو ٹرک اور ایک وائرلیس سیٹ مجاہدین کے ہاتھ آیا۔

صوبہ غزنی میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائی

افغانستان کے صوبے غزنی میں مجاہدین نے ۲۳ ارجون کو کابل قندھار شاہراہ پر قرہ باغ قصبے کے نزدیک قندھار جاتے والے قافلے پر حملہ کیا اطلاعات کے مطابق ایک گھنٹے کی خونریز جھڑپ میں ایک ٹینک اور ایک بکتر بند گاڑی تباہ اور بارہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے تاہم فوجی دستے کی جوابی فائرنگ سے تین مجاہد شہید اور گیارہ زخمی ہو گئے ہیں جبکہ دو ٹرکوں پر قبضہ کر لیا گیا۔

قافلۂ شہدا

شہید محمد نصیر

جناب محمد الوز کے جوان سال فرزند جناب شہید محمد نصیر نے افغانستان کے دارالحکومت صوبے کابل کے نواحی چہلستون نامی علاقے کے ایک دیندار پرہیزگار اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی. جس وقت جناب محمد نصیر نے (ایم - اے) سے فراغت پائی تو اس وقت افغانستان کی فضاؤں میں روسیوں کی جارحیت کی وجہ سے کفر و الحاد کے کالے بادل چھا گئے تھے. جناب محمد نصیر نے اپنے دین و وطن کی راہ جہاد فی سبیل اللہ کو اعلیٰ تعلیم پر ترجیح دی اور اپنے مجاہد بھائیوں کے صفوں میں شامل ہو کر مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا کئی معرکوں میں شمولیت کی اور دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا آخر کار وہ جناب اپنے ایک اور مجاہد ساتھی سمیت ۲۵ جولائی ۱۹۸۴ء کو شہید ہو کر اپنے خالق حقیقی کے جوار رحمت میں جگہ لی

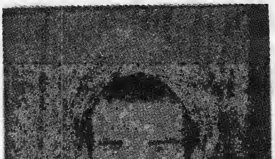

شہید ملا عزیز خان:

شہید ملا عزیز خان ولد شہید حاجی محمد یعقوب خان صوبے قندھار کے "مناری" نامی گاؤں کے ایک متقی، دین دوست اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے. جناب ملا عزیز خان بچپن ہی سے دینی علوم کے حصول کا شیدائی اور آخر کار وہ اپنی اس آرزوں میں کامیاب ہوئے. وہ جناب عالم ہونے کے باوجود جہاد اور شہادت کا جذبہ بھی رکھتے تھے. جب افغانستان میں نام نہاد " انقلاب ثور" رونما ہوا. اور افغان قوم زبردستی سے غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے. تو اس مرد مومن نے دینی تدریس کے ساتھ ساتھ اپنے دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا. وہ جناب کئی معرکوں میں حصہ لے کر دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو کر دشمن سے اسلحہ و گولہ بارود چھین لیا آخر کار جناب شہید ملا عزیز خان اپنے والد گرامی کی قدم پر چل کر ایک خونین جھڑپ کے نتیجے میں جام شہادت نوش کر گئے.

شہید محمد حیات:

شہید محمد حیات ولد حاجی میاں محمد ایاز ۱۹۵۵ء میں صوبے پروان سب ڈویژن بگرام کے صوفی بابا نامی گاؤں کے ایک غریب مگر دین دوست اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے۔ موصوف بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ لیکن غربت کی وجہ سے وہ جناب تعلیم حاصل نہ کر سکا محمد حیات اخلاق نیک، بلند ہمت اور عزم راسخ جیسے اعلیٰ اوصاف سے متصف تھے جب افغانستان کی پاک فضا پر کفر و الحاد کے کالے بادل اُمنڈ آئے اور روسی درندے افغان مسلمان عوام کو اپنے بے تحاشا ظلم و بربریت کا نشانہ بننے لگے۔ تو اس مردِ مومن نے بھی اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کی طرح کاروبار زندگی سے منہ موڑا اور دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف کمر ہمت باندھ کر میدانِ کارزار میں کود پڑا کئی خونین جھڑپوں میں شاندار کامیابیاں حاصل کر کے دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ آخر کار ایک روسی فوجی قافلے کے خلاف جو "کوہ بچہ" سے بگرام کے ہوائی اڈے کی طرف جا رہا تھا شدید لڑائی کے دوران دشمن کی ایک بے رحم گولی نے ان کے سینے کو چھلنی کر دیا اور اس طرح وہ شہادت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے

PROPERTY ACKU

شہید ذال محمد:

جناب محمد خان کے جوان سال فرزند جناب شہید ذال محمد نے ۱۹۶۲ء میں صوبے غور سب ڈویژن "تولک" کے ایک متدین اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ وہ جناب نہایت خوش خلق

شریف اور ملنسار انسان تھے۔ والدین کی نیک تربیت اور پرورش کے باعث وہ بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ وہ ابھی نویں جماعت کا طالب علم ہی تھے کہ افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" آیا اور افغان نہتے عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑے جانے لگے تو اسی مردِ مومن نے تعلیم ادھوری چھوڑ کر کے کمیونسٹوں کے خلاف بندوق اٹھا کر میدان کارزار میں کود پڑا۔ کئی سالوں تک مصروف جہاد رہے اور دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ آخر کار ۱۳ دسمبر ۱۹۸۷ء کو ایک شدید جھڑپ کے دوران شہید ہو کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

شہید غنچہ گل:

شہید غنچہ گل ولد پائندہ گل ۱۹۶۶ء میں صوبے پروان سب ڈویژن بگرام کے ایک نہایت شریف دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔

جب ۱۹۷۸ء میں افغانستان کی پاک فضا پر کفر و الحاد کے کالے بادل امنڈ آئے اور افغان نہتے عوام غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے۔ تو اس مرد مجاہد نے دنیوی کاموں سے منہ موڑا اور روسی چنگل سے اپنی اسلامی سرزمین کو نجات دلانے اور اپنے مسلمان عوام کو کمیونسٹ اور غیر دین نظام سے بچنے کے لئے اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کی طرح مسلحانہ جہاد کا آغاز کرتے ہوئے کئی مدت تک دشمن کے لئے قہر ساماں بنے رہے۔ آخر کار ۲۹ اگست ۱۹۸۷ء کو دشمن کے خلاف ایک شدید لڑائی میں جان بحق ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

ہمارا نعرہ

- اللہ کی رضا ۔ ہمارا مقصد
- حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے رہبر
- قرآن ہمارا قانون
- جہاد فی سبیل اللہ ہمارا راستہ
- اللہ کی راہ میں شہادت ہماری بہترین تمنّا ہے

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا رُوسی سامراج کی یلغار اور ظُلم کے واسطے ہجرت پر مجبُور ہو کر پریشانی اور غُربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ اسلامی کا احیاء ۔

آزاد کیے گئے علاقوں میں مجاہدین جوق در جوق
گاڑیوں کے ذریعے مورچوں کی طرف جارہے ہیں

PROPERTY OF ACKU

کمانڈر اپنے مجاہدوں کو ٹریننگ دے رہے ہیں

فرمان الٰہی

لڑائی کی غایت

جنگ کرو اہل کتاب میں سے ان لوگوں کے خلاف جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جو کچھ اللہ اور اس کے رسولؐ نے حرام قرار دیا ہے اسے حرام نہیں کرتے اور دین حق کو اپنا دین نہیں بناتے (ان سے لڑو) یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اور چھوٹے بن کر رہیں۔ (التوبہ)

تشریح:

یعنی لڑائی کی غایت یہ نہیں ہے کہ وہ ایمان لے آئیں اور دین حق کے پیرو بن جائیں۔ بلکہ اس کی غایت یہ ہے کہ ان کی حکمرانی ختم ہو جائے۔ وہ زمین میں حاکم اور صاحب امر بن کر نہ رہیں۔ بلکہ

زمین کے نظام زندگی کی باگیں اور فرمانروائی و امامت کے اختیارات پیروانِ دین کے ہاتھوں میں ہوں اور اہل کتاب ان کے ماتحت تابع و مطیع بن کر رہیں اس کے بعد ان میں سے جس کا جی چاہے وہ خود اپنی مرضی سے مسلمان ہو جائے ورنہ جزیہ دیتا رہے اس امان اور حفاظت کا جو ذمیوں کو اسلامی حکومت میں عطا کی جاتی ہے۔

نیز

وہ علامت ہے اس امر کی کہ یہ لوگ تابع امر بننے پر راضی ہیں۔

ارشاد نبوی

شرک ظلم عظیم ہے

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ان الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم ۔ الخ ترجمہ: "بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نہیں مخلوط کیا انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ یہی لوگ ہیں جن کے لئے امن ہے اور وہی راہ یاب ہیں۔" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بہت شاق گزری۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہم میں سے کونسا شخص ایسا ہے جو اپنے اوپر ظلم نہیں کر رہا ہے۔ اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ ایسا نہیں جیسا تم گمان کرتے ہو۔ بلکہ یہ ایسا ہے جیسا لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا۔ ترجمہ" اے بیٹا! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ بلاشبہ شرک ظلم عظیم ہے،

(مسلم)

تشریح:

اس حدیث سے سب سے پہلی حقیقت تو یہ واضح ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر ایمان لانے والے صحابہ کرامؓ سراپا اخلاص تھے، دعوت اسلام پر ایمان لانے سے ان کا مقصود کوئی دنیوی طلب نہیں بلکہ خالص رضائے الٰہی، تلاش حقیقت اور اپنی اصلاح تھی۔ قرآن کی جب بھی کوئی آیت اترتی۔ تو وہ ان کے لئے نئے عمل اور اصلاح کا پیغام ہوتی تھی۔ قرآن کی جب بھی کوئی آیت اترتی۔ تو وہ ان کے لئے نئے عمل اور اصلاح کا پیغام ہوتی تھی آج کے زمانے کی طرح صرف سن کر اکتفا کرنے کے لئے نہیں ہوتی تھی۔ اگر آیت میں انتباہ ہوتا تو وہ فوراً رک جاتے۔ اگر اپنے اندر کوئی کمی، خامی یا نقص پاتے تو اس کی اصلاح کی جانب فوراً متوجہ ہوتے۔ اگر کوئی حکم ہوتا تو اس کی بجا آوری میں بلا تاخیر لپکتے۔

دوسری چیز اس حدیث سے یہ ملتی ہے کہ قرآن کی تشریح کے لئے سب سے معتبر ذریعہ ان کے نزدیک خود وہ ذات پاک تھی جس پر وحی الٰہی نازل ہوتی تھی۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کو جب بھی کبھی کوئی الجھن پیش آتی، اپنے خود ساختہ مفہوم کی بجائے وہ حضورؐ سے رجوع کرتے۔ حضورؐ کی تشریف بری کے بعد بھی قرآن کے مفہوم کی تلاش میں حدیث اور سنت کو دیکھا جاتا۔ وہاں نہ ملتا تو پھر دونوں کی روشنی میں اس کے منشاء کو اخذ کرنے کی کوشش کی جاتی۔ لیکن صدر اول کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتا کہ قرآن کو حدیث اور سنت سے الگ کر کے دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کی گئی ہو۔

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ جن لوگوں نے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط نہیں کیا صرف وہی ہدایت یافتہ اور راہ یاب ہیں تو صحابہ کرامؓ دہل کر رہ گئے۔ انہوں نے اس کا مطلب اعمال میں ظلم سے لیا۔ عربی زبان میں ظلم ناانصافی اور نامناسب کام کے لئے بولا جاتا ہے۔ یعنی وہ کام کرنا جو حال و مقام کے اعتبار سے مناسب نہ ہو، انسان ایسا ظلم اپنی ذات پر بھی کرتا ہے اور دوسروں پر بھی کرتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے کہا۔ ہم میں سے کون ہے جس سے ظلم نہ ہوا ہو ہر آدمی کے عمل میں کہیں نہ کہیں، کوئی نہ کوئی کوتاہی ضرور

(باقی صکا پر)

ڈاکٹر پروفیسر شاہین احمد خان

افغان مجاہدین کی تابناک جدوجہد

آنیوالے زمانے میں تاریخ یقیناً اس امر کا فیصلہ دے گی کہ افغانستان کے غیور اور جری عوام اور مجاہدین نے نہ صرف اپنی دھرتی کی آزادی و بقا کے لئے اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا۔ بلکہ وہ عالم اسلام کے خلاف ناپاک سازشوں کے خلاف ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے۔ ایسی گھناؤنی سازشوں کا مقابلہ وہ صدیوں سے کرتے چلے آتے ہیں ماضی کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ افغان عوام انتہائی راسخ العقیدہ مسلمان ہیں۔ یہ معصوم لیکن غیرت مند اور جری قوم ہمیشہ پر امن انداز میں اپنے وطن عزیز کی ترقی و خوشحالی کے لئے مصروف جدوجہد رہی ہے۔۔ یہ خطہ امن کا گہوارہ تصور ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جب بھی کسی غیر ملک نے ان کی سرزمین پر اپنے ناپاک قدم رکھنے کی سعی کی، افغان عوام نے اس، کا اس بے جگری سے مقابلہ کیا کہ وہ توسیع پسندانہ عزائم لے کر آنیوالی طاقت اپنے جدید ترین ہتھیاروں اور فوج کی بڑی تعداد کے باوجود ذلیل و رسوا ہو کر بھاگ گئی۔ اپنے دین سے والہانہ محبت افغان کا شیوہ ہے، چنانچہ جب بھی عالم اسلام پر کوئی افتاد پڑی افغانیوں نے جان و مال کا نذرانہ پیش کیا۔ اس پروپیگنڈے کے باوجود کہ روس افغانستان کا عظیم دوست ہے، اصل حقیقت یہ ہے کہ افغانیوں نے ہمیشہ روس سے نفرت کی ہے اور اس نفرت کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ روس کا کافرانہ نظام اسلام کے زریں اصولوں سے متصادم ہے۔ جبکہ روس نے اسلامی ریاستوں پر اپنے جبر اور قوت کے باعث غلبہ حاصل کر کے وہاں آباد مسلمانوں کے ساتھ جو تحقیر آمیز رویہ روا رکھا وہ بھی کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں۔ چنانچہ جب روس نے دوستی کے لبادے میں افغان عوام پر اپنے نظریات ٹھونسنے کا عمل شروع کیا۔ تو افغان عوام کا جذبہ نفرت ابل پڑا اور اشتراکی نظام کے خلاف مزاحمت کی تحریک کا آغاز ہو گیا، جو رفتہ رفتہ عروج پر پہنچ گئی۔ ظاہر شاہ کی بادشاہت کے خاتمے کے بعد سے افغانستان میں انقلابات کا جو سلسلہ شروع ہوا۔ اس کی کنجی روس کے پاس تھی جس نے بالآخر جدید ترین ہتھیاروں سے لیس اپنی کثیر فوج افغانستان میں داخل کر کے بین الاقوامی اخلاقیات کو طاق نسیاں پر رکھ دیا اور وہاں اپنی طاقت کے بل پر نہ صرف ایسی حکومت قائم کر دی جو افغان عوام پر ایک کمیونسٹ نظام ٹھونسنے میں اس کی مددگار بنی بلکہ نہتے معصوم اور بے گناہ افغان عوام پر بربریت اور مظالم کی انتہا کر دی گئی۔

روس کا خیال یہ تھا کہ وہ جدید ترین ٹینک بھاری توپ خانے اور جنگی جہازوں سے افغان عوام کو کچل کر انہیں غلامی کی زنجیروں میں جکڑ لے گا۔ اور پھر وہ پاکستان کے راستے گرم پانیوں تک رسائی حاصل کرتا ہوا تمام مسلمان ممالک پر اپنا پنجہ گاڑ دے گا لیکن شاید وہ افغان عوام کا ماضی نظرانداز کر چکا تھا۔ جنہوں نے کبھی غیر ملکی تسلط کو قبول نہیں کیا اور پوری دنیا نے دیکھا کہ نہتے لیکن جری افغان عوام اور مجاہدین نے کس بے جگری کے ساتھ ایک ایسی سپر طاقت کا مقابلہ کیا جو عالم اسلام پر حاوی ہونے کی جدوجہد میں معروف

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

علمی اجتماع سے امیر جمعیت اسلامی افغانستان کا خطاب

معزز علماء کرام اور محترم مجاہدین و مہاجرین بھائیو!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ!

آج کا یہ عظیم الشان اجتماع جس میں علمآ کرام اور مختلف کیمپوں سے آئے ہوئے ہمارے سرفروش مجاہدین اور مصیبت زدہ مہاجر شامل ہیں اپنے لئے افتخار سمجھتا ہوں. آج جن مسائل سے ہم دوچار ہیں اور آزادی کے جس مقدس مقصد کے لئے ہمارے ۱۵ لاکھ اہلِ وطن نے قربانی دے کر دنیا کی تاریخ میں ایک مقام حاصل کیا اور ۲۵ لاکھ سے زیادہ ہم وطنوں نے ہجرت کی تکلیفیں برداشت کیں. میں ان سب کو تہہ دل سے تبریک پیش کرتا ہوں اور ان کی عظمتوں کو سلام کرتا ہوں. کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ آپ لوگوں نے محض اسلام کی سربلندی کی خاطر کیا ہے.

برادرانِ اسلام! مصائب کے بعد راحت اور اندھیروں کے بعد روشنی کا آنا ایک حقیقت ہے. لیکن جس راحت کی خاطر آپ زندگی کے اندھیروں میں آگ اور خون کے جس سمندر کو پار کر منزلِ مقصود کو حاصل کیا وہ ہماری تاریخ کا ایک زرین باب بن چکا ہے.

آج کا یہ علمی اجتماع دو قسم کی فضیلتوں کا حامل ہے. ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ